

پندرہ روزہ معارف فخر کراچی

مدیر: سید شاہد ہاشمی

MA'ARIF FEATURE

نائب مدیران: مفتی ظفر خاں، سید سعیج اللہ حسینی، نویونون - معاون مدیران: غوث الدین، محمد عبید قادری

ڈی - ۳۵، بلاک - ۵، فیڈرل بی ایریا، کراچی - ۷۵۹۵۰

نون: ۰۹۲۰-۳۶۸۰-۳۶۳۲۹۸۴۰ (۹۲-۲۱)

مرکزی پاٹ: www.irak.pk، وہب گاہ: irak.pk@gmail.com

- ۱۔ **معارف فیضور** ہر ماہ کی کمک اور سولہ تاریخوں کو شائع کیا جاتا ہے۔ اس میں دنیا بھر سے (ہمیں) دستیاب ایسی معلومات کا اختیاب پیش کیا جاتا ہے، جو اسلام سے وجہی اور ملتِ اسلامیہ کا در در کھنے والوں کے غور فکر کے لئے اہم یامغاید ہوتی ہے۔
- ۲۔ پیش کیا جانے والا لوازم بالعموم بلطفہ شائع کیا جاتا ہے۔ کسی مضمون، نقطۂ نظر، خیال یا معلومات کا اختیاب کی وجہ سے ہمارا تاقاب نہیں، اس کی اہمیت ہوتی ہے۔ کسی مضمون یا معلومات کی ملک تربیت یا اس سے اختلاف پیش کیا جاوے کو بھی جگہ دی جا سکتی ہے۔
- ۳۔ **معارف فیضور** کو ہر بہانے کے لیے مفید معلومات کے حصوں یا ان کے ذریعہ تک رسائی میں آپ کی مدد کا خیر مقسم کیا جائے گا۔
- ۴۔ ہمارے فرماں کردہ لوازے کے مرید، لیکن غیر تجارتی ابلاغ کی عام اجازت ہے۔
- ۵۔ **معارف فیضور** کی کوئی قیمت مقرر نہیں۔ تاہم عطیات کی ضرورت بھی رہتی ہے اور عطیات قبل بھی کیے جاتے ہیں۔ اسلامک دیسروچ اکیڈمی کو اچھی

فروری میں طالبان نے کچھوں کے لیے جگہ بندی کی تاکہ محابدے پر دھنخدا ہو جائیں۔ بعد میں وہ پھر اپنی پروافنی روشن پر گامزن ہو گئے۔ حکومت کہتی ہے کہ طالبان نے صرف جوں میں کم و بیش ۲۴۲ حلے کیے۔ یہ تو ان قائم کرنے کے وعدے کی صریح خلاف ورزی ہے۔ ایک مشکل یہ بھی ہے کہ تشدد کا گراف پیچے لانے پر طالبان نے اگر رضا مندی ظاہر کی بھی تھی تو محض فتنی طور پر۔ محابدے کے متن میں جگہ بندی سے مختلف کوئی واضح شق شامل نہیں۔

عید الفطر کے موقع پر طالبان نے حلے روکے، جس کے نتیجے میں بلاکتوں کا گراف بھی پیچے آیا۔ افغانستان کے صدر اشرف غنی نے طالبان کے اس اقدام کا خیر مقدم کرتے ہوئے اپنی مطلوب افراد سمیت بڑی تعداد میں طالبان کو رہا کیا، مگر عبید کے بعد تشدد کا گراف پھر اور چلا گیا اور ساتھ ہی ساتھ بلاکتوں کا گراف بھی۔ اپنی مطلوب طالبان کو رہا کرنے کے حوالے سے اب بھی غیر معمولی اختلافات پائے جاتے ہیں۔ لیکن واردا توں میں ملوث ۲۰۰ طالبان کو رہا کرنے سے حکومت اب بھی گریز کر رہی ہے۔ کابل میں

بار بھر اقتدار میں آئے کی کوشش کر رہے ہیں۔ امریکا نے کم و بیش ۱۹ برس تک افغان نیشنل فورسز کی مدد کی ہے تاکہ وہ طالبان سے بہتر طور پر نہٹ سکے۔ امریکا کے لیے ایسا کہنا اس لیے بھی ضروری تھا کہ اسے افغانستان سے کسی نہ کسی طور انخلا کرنا تھا، مگر ظاہر ہے کہ جب تک حالات پر امن نہ ہو جاتے، ایسا کرنا ممکن نہ تھا۔ امریکا نے ۲۰۲۰ء کو طالبان کے ساتھ ایک محابدے پر دھنخدا کیے تھے تاکہ ملک سے امریکی افواج کو کالا جائے۔ اس وقت افغانستان میں مطابق تھی تو اسے یقین ہی نہیں آتا۔ فائزہ مغربی شہر، ہرات میں ریڈ یو پریزنس تھے۔ فائزہ کو یقین ہی نہیں آتا جب اسے بتایا جاتا ہے کہ دینی عاقوں سے تعلق رکھنے اور مدارس میں تعلیم کی تو اسے یقین ہی نہیں آتا۔ طالبان نے عہد کیا ہے کہ وہ غیر ملکی عسکریت پسندوں کو پناہ دینا ختم کر دیں گے اور افغان حکومت سے نہ ہو۔ فائزہ کہتی ہے کہ میں ایسے کسی بھی وقت کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی کہ وہ دوبارہ آئے۔ اس کا کہنا ہے کہ اس کی والدہ گھر سے نکل نہیں سکتی تھیں۔ کام کرنا بہت مشکل تھا اور یوں گھر کا پولہ جلانہ کہی اپنی کو اپنے دشوار تھا۔

۲۰۰۱ء میں امریکا کی قیادت میں میں الاقوامی فوج کے جملے کے بعد افغانستان میں طالبان کی حکومت ختم ہوئی۔ طالبان حکومت نے اسماء بن لاون کو امریکا کے حوالے فورسز کے ایک ہزار ملکا راؤں کو چھوڑنے پر آمادگی ظاہر کی تھی۔ بعد میں افغان حکومت نے کہا کہ پانچ ہزار کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ کئی ماہ اس اختلاف کی نذر ہوئے۔ ایک اور بڑا مسئلہ یہ ہے کہ طالبان نے افغان نیشنل فورسز کے سپاہیوں اور عام شہریوں پر حلے روکے نہیں۔ نسل نہیں چاہتی کہ تاریخ اپنے آپ کو دہرائے۔ طالبان ایک

امرورنی صفات پر:-

- مابعد کو ۹۰-۱۹، مہنگر نامہ اور امت مسلمہ
- ذریعہ تعلیم پر قومی مشاورت
- آیا صوفیا: سیکولر ازم کی بدترین نشست
- آیا صوفیہ: حیرت کیسی، غصہ کیوں؟
- بھارتی معیشت پھر تخفیظ کی راہ پر
- سنگیا نگ: عرب دنیا کی خاموشی!
- چاہ بہاریوں میں مخصوص بے سے بھارت کا انخلا
- ایشیائی بساط۔ چین ایران ساتھی داری

جون کے توں رہیں گے۔

(ترجمہ: محمد احمد خان)
"Withdraw first, ask questions later" America is rapidly pulling troops from Afghanistan.
("The Economist". July 4, 2020)

باقیہ: ذریعہ تعلیم پر قومی مشاورت

ہے تو سوال صرف یہ باقی رہ گیا ہے کہ امریکی یا اردو زبان میں مدرسیں کے دوران طلبہ کے لیے کون سی کتاب آسان ہوگی۔ اروپی انگریزی؟ اور اس موضوع پر بحث پہلے کہا تھا میں دیے گئے سیاق و سہاق کے تاظر میں آگے بڑھ چاہیے، یعنی جس سے دستوری ہدایت کے مطابق اردو کے سر کاری و دیگر مقاصد کے لیے استعمال کی جانب پہلی قدمی ہو۔

ساتواں نکتہ بعض شرکا کی جانب سے پہلی کردہ اس تاثر کی تردید پہنچ تھا کہ انگریزی ذریعہ تعلیم والے اداروں میں تقدیری اور آزادانہ سوچ کی حوصلہ افزائی کا موقع ملتا ہے۔ اس حقیقت پر زور دیا گیا کہ اس کا عقلی ذریعہ تعلیم سے نہیں ہے بلکہ طریقہ مدرسی اور استاد کے کروارے سے ہے۔

اسی تسلسل میں آٹھویں اور اہم ترین نکتہ میں زور دیا گیا کہ یکساں نظام تعلیم کے ضمن میں کسی بھی کوشش کو مقاصد تعلیم کی یکساں نیت اور اسی پس منظر میں استاد کی تربیت کے ساتھ جوڑے رکھنا ضروری ہے۔ اور مقاصد تعلیم کیا ہوں اس ضمن میں خود شناسی، خدا شناسی اور طفل شناسی کے تصورات کی جانب نشاندہی کرتے ہوئے واضح کیا گیا کہ محض روزگار اور ملازمت کی صلاحیت کا حصول بہت ادنیٰ مقصود ہے۔

تو فوج کی جانبی چاہیے کہ وزارت تعلیم اس اہم اور نہایت حساس قومی مسئلہ پر قومی امنگوں کے مطابق جامع اور موثر اقدامات کرنے میں کامیاب ہوگی۔

ضمون ٹارنٹو شہنشاہ اپا لسی اسلام آباد کے یونیورسٹی پریز ہیں

باقیہ: چاہے ہمارے بھروسے سے بھارت کا انخلا

چین پر دباؤ بڑھا رہے ہیں اور آئے روز چین کے خلاف پابندیوں کے اعلانات ہو رہے ہیں۔ ہائگ کا گک کے حوالے سے دباؤ بڑھا لیا جا رہا ہے، تائیوان کو اسلحہ بجلا جا رہا ہے، چینی بھیرہ چین میں چین کی فوجی مشقوں کے دوران امریکی بحری کا اسٹرائیک گروپ خلیے میں بھیجا گیا اور ماہیک پوچھیو نے پہلی بار چینی بھیرہ چین میں چین کی عملداری کو نہ مانے کا پالیسی بیان بھی دیا۔ ان حالات میں دنیا ایک بار بھر کیمپوں میں تقسیم ہو رہی ہے اور اس بدلتی سورجخال میں نئے اتحاد بننے بھی رہے ہیں اور پرانے کمپوں بھی رہے ہیں۔

(نووار: "ڈا ان فورزز اسٹ ائی وی"۔ ۱۲ جولائی ۲۰۲۰ء)

ماں کرتی ٹیم میں خواتین کو بھی شامل کریں گے۔ گرساتھی ساتھیوں نے تسلیم کیا ہے کہ طالبان سے مذاکرات کو کامیابی سے ہم کتاب کرنے کے لیے افغان حکومت کو تھوڑی بہتر بانی ضرور دینی پڑے گی۔ انہوں نے یہ وضاحت نہیں کی کہ یہ قربانی کس نویعت کی ہوگی۔

افغانستان سے امریکی افواج کا انخلا افغانستان کے مستقبل کے حوالے سے امریکا کی طرف سے بھی معاملات بہم ہیں۔ نام نہاد امن منصوبے کا ایک جز پوری طرح انجام کوئی تصور ہے وہ ان کے بیانات سے واضح نہیں۔ جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا خواتین کے حوالے سے ان کی رائے بدلتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ خواتین کے حقوق کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تحفظ فراہم کیا جائے گا۔ طالبان کا دعویٰ ہے کہ وہ اب لڑکوں کے اسکولوں میں تعلیم حاصل کرنے کے خلاف نہیں ہیں، مگر پھر بھی طالبان کے ذریعہ بھتھنے سے دینی عاقلوں میں لڑکوں کو بلوغت تک پہنچنے کے بعد اسکولوں میں رہنے نہیں دیا جاتا۔ یہ بات ہیومن رائٹس ویچ نے ایک رپورٹ میں بتائی ہے۔

متعدد معاملات میں طالبان واضح رائے پیش کرنے سے گریز کر رہے ہیں۔ بہت سے تجزیہ کاروں کا دعویٰ ہے کہ اس سے یہ اندازہ لکایا جاسکتا ہے کہ ان کے ذمہ میں صرف یہ بات ہے کہ اگر امریکی افواج کے انخلا کے بعد طالبان افغان حکومت کا تختہ الٹ کر اقتدار اپنے ہاتھ میں لینے کی پوژیشن میں آگئے تباہی ٹرمپ یا جو باہیڈن میں سے کوئی انہیں لنٹروں کرنے کے لیے وہاں فوج بھیجے۔

کورونا و ایکس کی وبا نے معاملات کو بہت زیادہ الجھا اور بگاڑ دیا ہے۔ افغان فورسز میں بھی کورونا کی وبا نے بہت سوں کو جکڑ رکھا ہے۔ جن امریکی فوجیوں کو معاملہ کے تحت عالمی طور پر افغانستان میں رہنا ہے وہ تربیت کے معاملات سے دور ہیں اور کورونا و ایکس سے بچنے کے لیے افغان فورسز سے تعلقات کو مدد درکھنے پر مجبور ہیں۔ قومی تعمیر نوکی کوششوں کو بھی کورونا و ایکس کی وبا نے شدید نقصان پہنچایا ہے۔ افغان حکومت کی مشکلات بڑھ گئی ہیں۔

افغان حکومت کہتی ہے کہ وہ ملک کو آزاد، جمہوری اور تحدہ رکھنا چاہتی ہے۔ وہ یعنی طور پر نہیں چاہتی کہ اسلامی شریعت کے مطابق قائم ہونے والی طالبان حکومت بحال ہو۔ ۲۲ جون کو ایک امریکی تھیکن سے دیوبنک پر خطاب میں عبداللہ عبداللہ نے، جو درحقیقت افغان حکومت کے سب سے بڑے ترجمان ہیں، کہا تھا کہ تم افغان باشندوں کے بذریعی حقوق واپس لگا کر اس قائم نہیں کر سکتے۔ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ

ما بعد کوڈ۔ ۱۹ منظر نامہ اور امتِ مسلمہ

سید سعادت اللہ حق

دنیا کو ختم دیتی ہیں۔ نبی دنیا کے ختم یعنی کائی عمل آسان عمل نہیں ہوتا۔ امکان نہیں ہے کہ مختلف افکار و نظریات، شدید کیفیت کی اش سے گزرنی گے۔ دنیا کی جن ظالم قوتوں نے اس زمین کو ختم بنا رکھا ہے، وہ اس صورت حال کا بھی استیصال کرنے کی کوشش کریں گی۔ اہل اسلام کو ان حالات میں سرگرم کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ کوشش ہونی چاہیے کہ اس وبا کے بعد ایک بہتر دنیا تکمیل پائے۔ تمدن کی نئی صورت گری اور تہذیب کی تکمیل نو کا عمل اس کائنات کے خالق والک کی مرضی اور اس کے احکام کے مطابق ہو۔ اور ایک پاکیزہ تر، زیادہ منصفانہ، زیادہ انسان دوست، زیادہ ہا اخلاقی، زیادہ ذمہ دار، اور سب سے بڑھ کر خدا تر س عالمی معاشرے کی طرف ہم بڑھ سکیں۔

ما بعد کوڈ۔ ۱۹ صورت حال، زیر بحث امکانات کوڈ۔ ۱۹ کے بعد کی دنیا کیسی ہوگی؟ اس کے بارے میں بہت سی باتیں کہی جا رہی ہیں۔ اس میں کوئی دورائے نہیں کہ یہ درشدید معاشری بحران کا دور ہو گا۔ یہ معاشر بحران کتنا طویل ہو گا، اس کے بارے میں الگ الگ رائیں ہیں لیکن کم از کم مختروق تھیں ایک ایک دو سال کے لیے پوری دنیا اور دنیا کے عوام کو طرح طرح کی معاشر مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ معاشر بحرانوں کا سب سے زیادہ اثر غریب عوام پر پڑتا ہے۔ اندیشیہ یہ ہے کہ غربت، بھوک مری اور فاتح کشی بڑھے گی۔ یہ مسائل ہمیشہ انتہا باتوں اور تبدیلیوں کے لیے رخیز زمین فراہم کرتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ ان احوال کے طبق سے کس طرح کے انتہا بات جنم لیں گے۔

جدیدہ لبرل سرمایہ دارانہ لفکر، اپنی تاریخ کے سب سے بڑے بحران سے گزرے گی۔ ممالک زیادہ مضطرب معیشت کی طرف بڑھیں گے۔ آزاد تجارت مشکل سے مشکل تر ہوتی جائے گی۔ ڈبلیوٹی اور اس کے عالمی معابدے پہلے ہی مشکلات سے گزر رہے تھے، اب ان کا مستقبل اور مددوش ہو جائے گا۔ حکومتوں کی مداخلت بڑھ جائے گی۔ بعض حکومتوں میں ایک ڈاؤن اور غیرہ کے ذریعے عوام کی آزادیوں کو محدود کرنے کا جو تجربہ کرچکی ہیں، اسے آگے بڑھا سکتی ہیں۔ وہ ترقی یا نہ تکالووجی کے ذریعے عوام کی نگرانی، ان کے حقوق کی تحریک اور طرح طرح کی بندشوں کو عائد کرنے کی کوشش کر سکتی ہیں۔

یا ان ہاتوں کا خلاصہ ہے جو عام طور پر کہی جا رہی ہیں۔ ان سے زیادہ تعریض کیے بغیر ہم ان امور کی طرف بڑھتے ہیں

کی زندگی کے ہر شعبہ کو متاثر کیا۔ مزدوروں کی تعداد میں بھاری کمی آگئی اور زمین داروں کو اپنی زمینوں کی کاشت کے لیے مزدوروں کے لालے پڑے گئے۔ اس صورت حال نے زمین داری نظام کی بنیادیں بلادیں، صنعت و حرفت کے نئے طریقوں کی کھوی شروع ہوئی، مشینوں کے فروغ کی راہ ہم وار ہوئی اور اس صورت حال نے صحتی انتہا ب کی شوہزادی۔ قدم ہم پرستانہ طریقہ ہائے علاج، جن کا یورپ میں رواج تھا، بری طرح عوامی اعتماد سے محروم ہو گئے۔ بولی بیٹا جیسے مسلمان اطباء کے نظریات طب کی یورپ میں گونج شروع ہوئی اور اس نے جدید میڈیکل سائنس کے انقلاب کی راہ ہم وار کی۔ یکساکے رجھت پسندانہ اور نامعقول تصورات کے خلاف شدید بغاوت پیدا ہوئی، جس کے نتیجے میں ایک طرف پر وہ سنت تحریک جیسی کمی نہ ہی اصلاح کی تحریک پا ہوئی اور دوسری طرف کہسا اور مذہب کے کوارکو محدود کرنے والی جدید سیکولر تحریکات کا آغاز ہوا۔ مورخین کی ایک بڑی جماعت یہ یقین رکھتی ہے کہ یورپ کی نشۃ ثانیہ اور جدید یہت کی تحریک میں چودہ ہویں صدی کی وبا کے پیدا کردہ حالات کا بڑا افضل ہے۔

اسی طرح سو سال پہلے ۱۹۱۹ء میں ایک بھیانک عالمی وبا بھیلی تھی، جسے "افلمزرا کی وبا، یا اپتنی ملو" کی وبا کہا جاتا ہے۔ دنیا بھر میں پانچ سے دس کروڑ لوگ ہلاک ہوئے، یعنی اس وقت کی عالمی آبادی کا ڈھانکی سے پانچ فیصد حصہ موت کا شکار ہو گیا۔ اس وبا نے زیادہ تر جوان مددوں کو (بین سے چالیس سال کی عمر کے) متاثر کیا۔ کمانے والے افراد کی ایک بڑی تعداد اس کی شکار ہوئی۔ اس وبا نے پہلی عالمی جنگ کے نتیجے کو متاثر کیا۔ اٹی اور جمنی میں فسطائی اور نازی تحریکوں کے فروغ کے لیے ماحول کو سازگار بنا لیا، میڈیکل سائنس میں بہت سی ترقیوں کے لیے مہیز فراہم کی اور لیگ آف نیشنز ہیئت آر گنائزیشن کی صورت میں صحت عالمہ کے سلسلے میں عالمی تالیل کے دور کی شروعات ہوئی۔ کوڈ۔ ۱۹ کے نتیجے میں انسانی زندگی کے مختلف شعبے جس اتھل پھل اور تبدیلی کے عمل سے گزر رہے ہیں اس کو کیختے ہوئے اس تاریخی تحقیقت کی تصدیق ہوتی ہے کہ عالمی وبا کیں انسانی زندگی پر نہایت گھرے اثرات ڈالتی ہیں اور ایک نئی

سابقہ عالمی وبا کیں اور ان کے اثرات اس عالمی وبا کے بعد کیا کچھ ہو گا؟ اور دنیا پر اس کے اثرات کتنے گھرے ہوں گے؟ اس کو بھی کے لیے سابقہ وباوں پر ایک نظر ڈالنا مناسب ہو گا۔ معلوم تاریخ کی ایک تباہ کن عالمی وبا جس نے انسانی زندگی پر نہایت گھرے اثرات ڈالے، طاعون کی وہ وبا تھی جو چودہ ہویں صدی عیسوی کے وسط میں (۱۳۵۰ء تا ۱۴۰۰ء) یورپ میں پھیلی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اس میں یورپ کی آبادی کا تھاں سے آدھے کے درمیان حصہ موت کا شکار ہو گیا۔ بعض شہروں اور قبائل میں تو اسی پچاہی فیصلوں کی موت کا نوالہ بن گئے۔ اس نے یورپ

سمجھا جاتا ہے اور ہر طرح کی تیاری کرنے کے بعد خدا سے لوگانی، اس سے دعائیں کیں اور اس سے مدد مانگی۔ اسی طرح وباوں کی روک خام کے لیے اپنے زمانے کی تمام معلوم تدبیریں اختیار کیں۔ یہی اسلام کی تعلیم اور اس کا فلسفہ ہے۔ اسلام عقل اور سائنس سے بے نیازی نہیں سمجھاتا۔ اس پر توجہ دینے کا، عقل کو استعمال کرنے کا اور اس اساب کو بروئے کار لانے کا حکم دیتا ہے۔

لیکن دوسری طرف انہیا ہے کہ لوگ اس اساب، سائنس اور علوم و فون کوئی سب کچھ سمجھتے لگتے ہیں، اپنے تمدنی وسائل کو خدا بنا لیتے ہیں، ان کی طاقت کے لیے اسیں ہو جاتے ہیں کہ خدا بنا لیتے ہیں۔ یہی اسی طاقت کے لیے کچھ سمجھتے لگتے ہیں، سمجھتے ہیں کہ اس اساب کی قوت ان خدا سے بے نیاز ہو جاتے ہیں، سمجھتے ہیں کہ اس اساب کی چیز کی ضرورت نہیں۔ یہ غورِ اللہ کے پاس ہے تو اس اساب کی چیز کی ضرورت نہیں۔ یہ غورِ اللہ کو سخت نہ پسند ہے۔ دور جدید کے خدا یہ از اطرافِ فکر کی نیاد انسانوں کا یہ غور ہی ہے۔ اخمار ہویں اور انسویں صدی کی ماہِ پرستی نے یہ بھرم بیدا کیا کہ ہم نے نظرت کے سارے حقائق کو جان لیا ہے، بلکہ ہمارے ہاتھاتا تھی ہے، وہ بھی جان لیں گے اور نظرت اور اس کی ساری قوتوں کو خڑک لیں گے۔

۱۹۲۸ء میں امریکی وزیر خارجہ جارج مارشل نے اعلان کیا تھا کہ ہم کرہ ارض سے متعدد امراض کا بہت جلد کمل خاتمه کر دیں گے۔ ۱۹۲۹ء میں امریکی سرجن جرزل، ولیم اسٹیوارٹ نے کالگری میں میان دیتے ہوئے کہا کہ ”اب وقت آگیا ہے کہ متعدد امراض سے متعلق تمام کتابیں بند کر دی جائیں“ اور یہ کہ ”وباوں کے خلاف جنگ اب ہم جیت چکے ہیں“ سب سے زیادہ دلچسپ عالمی سطح پر سائنسداروں کی پیشگوئی ہے، جو ۱۹۹۰ء میں کی تھی۔ جسے پہلی پیشگوئی برائے صحت (Delphi Health Forecast) کہا جاتا ہے۔ دنیا بھر کے ماہر سائنس دانوں کی جماعت نے پورے اعتماد کے ساتھ کہا تھا کہ ۲۰۲۰ء تک دنیا سے مرض کا خاتمه ہو جائے گا۔ یعنی پیاریاں ہاتھ نہیں رہیں گی۔ خدا کی قدرت دیکھی کہ اسی ۲۰۲۰ء کو انسانی تاریخ کی سب سے بھیساں وبا کے لیے منتخب کیا گیا۔

یہ دو انتہائیں ہیں، جن کا عالم انسانیت شکار ہے۔ ایک طرف تو ہم پرستی اور پر اسراریت ہے تو دوسری طرف ظاہر پرستی اور کائنات کی سب سے بڑی حقیقت یعنی رب کائنات سے مغرومانہ بے نیازی ہے۔

اسلام کی راہ اعتماد یہ ہے کہ ہم اس اساب کو بھر پور طریقے سے استعمال کریں۔ جو کچھ علم اور عقلِ اللہ نے ہم کو دی ہے

پور، پیش ہوئی، یہ سب ایک ساتھ، رب کائنات کے ایک ہلکے سے اشارے پر بے جان کھنڈروں میں بدلتے ہیں۔ نوکروں کی فون، خدا کے حکم سے اچانک ہمارے کھنڈوں سے باہر ہو سکتی ہے۔ گھر بیٹھے آن لائن آرڈر دے کر من پسند چیزیں منگلنے کی سہولت، گاؤڑی طلب کرنے کی سہولت اور دیگر بہت سی سہوتیں جو انسانی الخرائع و ایجاد کا کرشمہ سمجھی جاتی ہیں، اچانک مغلظ ہو سکتی ہیں۔ اور یہ سے بڑے سے آدمی کو اذیت، تہائی اور بے بی کا لذاب ہمیشہ پرست کرتا ہے۔

اس وقت ساری دنیا میں خدا کی طرف والی ای اور روحانیت اور روحانی قدرتوں کے احیا کار جان نظر آ رہا ہے۔ یہ انسانی فطرت کی ہے۔ ”ان سے کہو، ذرا غور کر کے ہتاو، اگر کچھ تم پر اللہ کی طرف سے کوئی بڑی مصیبت آ جاتی ہے یا آخری گھڑی آپکی پیش ہے تو کیا اس وقت تم اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتے ہو؟“ (الانعام: ۴۰) اسلام کے داعیوں کی یہ دمدادی ہے کہ وہ اس موقع پر انسانیت کو خدا کی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کریں۔

ان حالات میں، پوری قوت سے دنیا کو یہ بات سمجھانے کی ضرورت ہے کہ انسان کائنات کی سب سے بڑی حقیقت کو نظر انداز کر کے خوش نہیں رہ سکتا۔ ان حالات کا اصل سبق یہی ہے کہ ہم سب اپنے بیدا کرنے والے کی طرف پلیٹیں۔ اس کی ارضی کو سمجھتے کی کوشش کریں۔ اس کے اشاروں کو سمجھیں، اس کی وارنگ کو سمجھیں۔ اس معاملہ میں سمجھیدہ انسانی فخر کوچکنا چور کر دیا گیا۔ اسے تھا دیا ہے کہ اس کی کیا حیثیت ہے؟ ”لوگو! ایک مثال دی جاتی ہے، غور سے سنو جن میعادوں کو تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ سب مل کر ایک سمجھی بھی بیدا کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے بلکہ اگر کمھی ان سے دعوت پورے زور و شور سے اخراج کا موقع ہے۔

سائنس اور علوم کے بارے میں صحیح نقطہ نظر

انسان جب خدا کے حکم اور اس کی تعلیمات سے غافل ہو جاتا ہے تو بے اعتدالی اور انتہائی پسندی کا شکار ہو جاتا ہے۔

ایک طرف وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی سنت کو نظر انداز کرنا چاہتے ہیں، انہوں سائنسی حقائق کو خاطر میں نہیں لانا چاہتے اور اس اساب سے بے نیاز ہو کر صرف دعاوں اور عباوتوں سے ہر بار کوئا لانا چاہتے ہیں۔ اس طرزِ فکر کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وقت کے رسول نے بھی اپنے مرض کا علاج کرایا، اپنے وقت کے معروف دو رائے اور اس اساب اختیار کیے، اختیاری تدبیروں کا حکم دیا، جنگلوں میں جا سوئی کاظماں، بہترین وسائل کی فراہمی کی کوشش، فونج کی تنظیم، تربیت غرض وہ سارے طریقے اختیار کیے جنہیں کامیابی کے دینوی اس اساب

جنہیں ہمارے خیال میں، اہل اسلام کا ہدف ہو ناچا ہے۔ اور جن کے سلسلے میں سمجھیدہ کوشش کی جانی چاہیے۔ اگر سمجھیدہ کوشش کی جائیں اور اللہ کی تائید شامل حال رہے تو ان تدبیجوں کے بھی خاصے موقع یہ حالات فراہم کرتے ہیں۔

خدا مرکوز تصویر جہاں (Theistic Worldview) کی طرف سب سے اہم اور بنیادی کوشش یہ ہوئی چاہیے کہ دنیا خدا کے بارے میں زیادہ سمجھیدہ ہو جائے اور خدا ای اتصور جہاں سے خدا مرکوز تصویر جہاں کی طرف اس کا رخ بدے۔

اکیسویں صدی کا یہ دوسرا دہا، انسانی ترقیوں کے عروج کا زمانہ رہا ہے۔ انسانی زندگی اور انسانی ترقیوں کے تمن کا حسن و جمال اور سحر انگیزی و کرشمہ سازی حیرت انگیز بلند یوں کو چھوٹے لگی۔ جو آئائیں اور سہوتیں آج کے عام انسان کو میر آئیں وہ گذشتہ زمانوں کے طاقتوں ترین بادشاہوں کو بھی میر نہیں تھیں۔ ان تحقیقات پر جدید انسان کو بہت غور تھا۔ لوگ اسے نظرت پر انسان کی فتح سمجھنے لگے۔ علم و فن کے اس غور نے وہ نفیسات پیدا کی جس نے مدد اور خدا سے انسان کو غافل کر دیا۔ اکیسویں صدی کے فرد کے لیے بھی اور قوموں کے لیے بھی، ماڈی ترقی ہی منزل بن گئی۔ ان کی آزوؤں اور تمناًوں کا اور جہد و عمل کا واحد محور مرکز یہ قرار پایا کہ کیسے زیادہ سے زیادہ دولت حاصل کی جائے۔ اس وبا نے اس انسانی فخر کو چکنا چور کر دیا گیا۔ اسے تھا دیا ہے کہ اس کی ساری ترقیوں کی خدا ایک بچا چور کر دیا گی۔ اسے تھا دیا ہے کہ کیا حیثیت ہے؟ ”لوگو! ایک مثال دی جاتی ہے، غور سے سنو جن میعادوں کو تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ سب مل کر ایک سمجھی بھی بیدا کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے بلکہ اگر کمھی ان سے کوئی چیز جنہیں لے جائے تو وہ اسے چھڑا بھی نہیں سکتے مدد چاہنے والے بھی کم زور اور جن سے مدد چاہی جاتی ہے وہ بھی کم زور۔“ (ان: ۴۷)

اس آیت میں بنیادی طور پر جھوٹے خداوں کی بے بی کی طرف اشارہ ہے۔ ہمارے دور کے انسان نے، کچھ اور نئے خدا تھاں کر لیے تھے۔ اپنے علم و فن اور اپنی تمنی طاقت کو لاشوری طور پر خدا سمجھنے کی غلطی کی تھی۔ ایک چھوٹے سے واہر کے ذریعے یہ تادیا گیا کہ انسانی علم و فن کی کیا حیثیت ہے۔ اللہ کا حکم ہو تو اس کی تھاوتات میں سے ادنی ترین تھاوت، ایک نظر نہ آنے والا واہر، پورے عالم انسانیت کو بے بس کر کے رکھ سکتا ہے۔ بڑی بڑی کپنیاں، تعلیمی و تحقیقی ادارے، جمگانے شاپنگ مال، پروفن تفریغ گاہیں، عالی شان ای

کچھ لوگوں کو مظلومیت اور قذیب کی بھی میں تکمیل کر رہم ہیشہ سکون کی بانسری نہیں جاسکتے۔ انسانوں کی بقا کا انحصار اس بات پر ہے کہ اُن و مکون سارے انسانوں کی سر آئے۔ سب کی ضرورت میں پوری ہوں۔ سب کے حقوق کا تحفظ ہو۔ سب کو آزادی اور عزت ملے۔

آنے والے ہمیندوں میں یہ بحث تیز ہو گئی کہ وبا کی روک تھام میں حکومتوں کے ماؤلوں نے کیا رسول ادا کیا ہے۔ چین کی کامیابی کی وجہ پر بعض لوگ سخت گیر ریاستی ڈھانچے کو سمجھتے ہیں لیکن چین سے کہیں زیادہ کامیاب نیوزی لینڈ، ڈنمارک، ہرمنی، تایوان جیسے ممالک ہیں جہاں جمہوری حکومتیں ہیں۔ اصل مسئلہ جمہوری یا غیر جمہوری حکومت کا نہیں، بلکہ جن ملکوں میں حکومتوں کا روایہ عوام دوست رہا ہے، عوام کا اپنی حکومتوں پر اعتماد رہا ہے، عوام کے مختلف طبقات میں بہتر تالیم میں رہا ہے یا جدید ترقیاتی اصطلاح میں جہاں کا سوچ کیمپیل اچھا رہا ہے وہاں اس وبا کا مقابلہ آسان رہا ہے۔ ان حالات میں انسانی حکریم، سماجی فمدار یوں، اور انسانوں کے درمیان انسانی بنیادوں پر بہتر تعلقات سے متعلق اسلام کی تعلیمات دنیا کو آسانی سے سمجھائی جاسکتی ہیں۔

معاشی عدل

سارے مالی و مالک رکھنے کے باوجود آج دنیا کی معیشت جام ہو گئی ہے۔ اور بھیاں کی معاشی بحران ہمارے دروازوں پر دستک دے رہا ہے۔ ہمارے اس دور کی یہ خصوصیت ہے کہ کروں کی کچھلم کے نتیجے میں، معاشی تباہ ابری عروج کو پہنچ بھی ہے۔ تاریخ میں پہلی و فتح ایسی صورت حال پیدا ہو گئی ہے کہ دنیا کی دولت چند ہاتھوں میں سست کر رہی ہے۔ گذشتہ چالیس برسوں میں صرف اے فیصلہ لوگوں نے آہی انسانیت سے زیادہ دولت پر قبضہ کیا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ غریب کا غریب تر ہوتا جانا اور امیر کا امیر تر ہوتا جانا ہمارے دور کی نہیں خصوصیت ہے۔ ساری دنیا میں ایسی پالیساں اختیار کی جا رہی ہیں کہ غریب کے منہ سے اس کے دونوں لے بھی چھین کر امیر ترین لوگوں کے خزانوں میں اخفاک کا ذریعہ بنایا جائے۔ آج کروڑوں لوگ بھوک پیاس سے بے حال ہیں۔ خود وبا کی اس عین صورت حال کے دراں ہمارے مالک کے بیشوں، دنیا کے اکثرتر قبیلہ ملکوں میں، غریب عوام نہایت بے دردی سے نظر انداز کیے جا رہے ہیں۔ قرآن مجید میں کہا گیا ہے: ”مگر انسان کا حال یہ ہے کہ اس کا رب جب اُس کو آزمائش میں ڈالتا ہے اور اُسے عزت

ہیں۔ اس کی پرائیویسی کا بھر پور احترام بھی کیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس کے اندر اپنی فمدار یوں کا شعور بھی پیدا کیا ہے۔ وہ اپنے خاندان، اپنے پاس پڑوں، اپنے سماج اور اپنے خانق و مالک کے تیک فمدار یا رکھتا ہے۔ ضرورت پڑنے پر ان کے لیے اس کا ویپی آزادی کی، اپنے مفاد کی بلکہ اپنے گناہوں کی معاافی ماگ کر خدا کی رحمت کو متوجہ کرنے پر بھی ہو۔ ہماری عقیدہ یہ ہے کہ بڑی سے بڑی طاقت اللہ کے سامنے بے بس ہے۔ نظرت کی ساری قوتیں اور سارے قوانین اللہ کی مرضی کے تابع ہیں۔ اسلام کا تصور علم یہ ہے کہ یہ ہماری وسیع و عربیض کائنات، اس میں پایا جانے والا محیر العقول توازن اور اس کے جملہ قوانین ایک سب سے بڑی حقیقت یعنی باری تعالیٰ کے وجود پر دلالت کرتے ہیں۔ ہماری کائنات کا آخری حوالہ مادہ، یا تو انہی یا قوانین نظرت نہیں بلکہ خانق کائنات کا وجود ہے۔

اس لیے اصل رشد و تعلق تو اللہ تعالیٰ سے یعنی سارے انسانوں کے خانق و مالک سے ہوتا چاہیے۔ لیکن خواہ اللہ نے اس کائنات کو چلانے کے لیے کچھ قوانین بنائے ہیں۔ اللہ کی اس سنت کا یعنی قوانین نظرت کا لاملا رکھنے اور اسے استعمال کرنے کا خواہ اللہ نے حکم دیا ہے۔ یہی اسلام کا مراجح ہے۔ اس وقت دنیا کو اسی احتمال کی ضرورت ہے۔ اس وقت کی عالمی صورت حال اسلام کے اس معتدل نقطہ نظر کی عملی شہادت کا ہتھین موقع فراہم کرتی ہے۔

انفرادیت اور فرد پسندی بمقابلہ سوچ کیمپیل و محکم انسانیت، کٹرلوں بمقابلہ تعاون باہمی جدید ہمت نے انسانیت کو جن احتقنوں کا شکار کیا، ان میں ایک ایم ایم ایم حد سے بڑھی ہوئی انفرادیت پسندی (individualism) ہے۔ فرد کی آزادی اور ریاستی جریبے خلاف مراجحت سے شروع ہو کر بات اس قدر آگے بڑھ گئی کہ فرد کی اجتماعی فمدار یوں کا تصور وہندلائی اور ہر طرح کی اخلاقی و سماجی بندش، فرد کی آزادی کے خلاف بھی جانے لگی۔ اس وقت امریکا اور بعض یورپی ملکوں میں ماسک کے خلاف تحریکیں اسی بنیاد پر چلائی جا رہی ہیں کہ اس کا لازم فرد کی آزادی کے خلاف ہے۔

دوسری طرف یہ انتہا بھی ہے کہ ریاست کا اوارہ کی جدید ریاستوں میں اتنا بھی گیر، استبدادی بلکہ مقدس بنتا گیا کہ اس نے خدا کی جگہ لے لی اور خود ایک سیکولر خدا بن بیٹھا۔

اسلام نے فردا اور اجتماع کے درمیان توازن اور احتمال کی راہ دکھائی ہے۔ فرد کو آزادی، حکریم اور حقوق بھی بخشے

میں یقین رکھنے والے الہ ایمان کی یہ فرماداری ہے کہ وہ انسانیت کے ضمیر پر دستک دیں اور اس وبا کو ایک صالح تبدیلی کا نقطہ آغاز بنانے کی جدوجہد کریں۔

(بیوی: نامہ "زندگی" نیو ڈیلی۔ اگست ۲۰۲۰ء)

﴿۴﴾ ﴿۵﴾

باقیہ: آیا صوفی: بیکول ازم کی بدترین نکست

دوسرا جانب تر کی اسلام کی عظمت رفوت کی بیانی اور اسلامی خلافت کے قیام کے لیے جدوجہد کر رہا ہے۔ جبکہ عرب ممالک نے اپنے مفاوات کے لیے نہیں یا ہوئے خیہ اور اعلانیہ اتحاد کر رکھا ہے۔ امریکی سفارت خانے کی القدس منتقلی، بیت المقدس کو اسرائیل کا دار الحکومت بنانے کی سازشوں پر مجرمانہ خاموشی اختیار کر کر کی ہے اور جب ایراد ان نے قسم القدس کے نام سے اجلاس بلا یا تو ان سلامان ابن زید اور سیسی اس اجلاس میں نہ صرف غیر حاضر ہے بلکہ دوسروں کو باہیت کرنے کے لیے ورگایا۔ ان ممالک نے اپنا روحانی، سیاسی اور دینی و تاریکوں کی کے لیے اسلام کے مرکز کے طور پر اپنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ یہ عرب ممالک ہر قسم کے دینی رجحان کو دہانے میں صروف ہیں۔

ان کا مقصود صرف مسلمانوں کی ابھرتی ہوئی سیاسی طاقتلوں کو دہانے ہے۔ لہذا یہ اس مقصود کے حصول کے لیے یہ پرانی کی طرح بہار ہے ہیں۔ یہ ممالک انتشار اور بگاڑ پیدا کرنے کے منصوبے پر عمل پیش اہیں جیسا کہ لیبیا، بحیر، عراق، ملائیشیا اور صومالیہ وغیرہ میں کیا جا رہا ہے۔ دوسرا جانب امریکا، یورپ اور بندوق اپنے پسندوں سے دوستی کی جا رہی ہے۔ یہ ممالک مسلمانوں کے خلاف نسلی، علاقائی اور مذہبی تفریق پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، مسلمانوں کو اپنے پسند، دہشت گرد اور دہانے کیا کیا نام دے رہے ہیں۔

بہر حال فطرت اپنی اصل کی طرف لوٹ رہی ہے، عرب دنیا کی ٹوٹ پھوٹ، انتشار اور اسلامی اقدار سے دوری کے اس موقع پر ترکی اسلامی قیادت کے صاف میں آگے بڑھ رہا ہے اور ہر پور پر قوت سے اپنی اسلامی شناخت حاصل کر رہا ہے، اور پوری دنیا کے مسلمانوں کے مفاد کے لیے کام کر رہا ہے۔

چہاں تک عرب تنظیموں اور اداروں کا حال ہے تو وہ اپنی کوتا ہیوں، کمزوریوں اور بد اعمالیوں پر اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔ عربی میں ضرب المثل ہے کہ علی نفسہا جنت بر قش "جب کوئی اپنے کی بد گھوپیاں لائے"۔

(بیوی: "noonpost.com" - ۱۳۰۷ء)

انسانی زندگیوں کو جس خطے سے دوچار کر رہے ہیں، اس کا ایک اہم سبب ماحولیاتی عدم توازن ہے۔ اکثر بیماریاں حیاتیاتی تنوع کے مراؤک (bio-diversity hotspots) سے نکل رہی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اس کا اصل سبب ان علاقوں میں انسانوں کی صفتی سرگرمیاں اور ماحولیاتی توازن کرتے۔ اور مکین کو کھانا کھلانے پر ایک دوسرے کو نہیں اکساتے۔ اور میراث کا سارا مال سمیت کر کھا جاتے ہو۔ اور مال کی محبت میں بری طرح گرفتار ہو۔ (الخبر: ۱۵۔ ۲۰۲۰ء)

مال کی محبت، غریبوں اور بے کسوں سے بے اعتنائی، وسائل دنیا کی، جو انسانیت کی میراث ہیں، لوٹ کھسوٹ اور چند لوگوں کا دنیا کی ساری دولت پر قابض ہو جانا۔ یہ برا بیان آفتوں اور قتوں کا سبب تھی ہیں۔ ۱۵ اماریق کے نیویارک ناٹس میں ایک روپورٹ جیچی تھی، جس میں معاشی عدم مساوات کو وبا چھیننے کا ایک بڑا سبب قرار دیا گیا تھا۔ اس میں سانچی بیانوں پر کہا گیا ہے کہ اگر معاشی عدم مساوات دنیا میں اتنی زیادہ نہ ہوتی تو وہاں طرح نہ پھیلتی۔

معاشی ناہربری کا ایک بڑا سبب وہ لیرل پالیسیاں ہیں جن کے تحت حکومتیں اپنی فلاحت و رفاهی ذمہ داریوں سے دشوار ہو رہی ہیں اور اپنے کام مارکیٹ لینی سرمایہ داروں کے حوالے کر رہی ہیں۔ تعلیم اور سخت عامہ جیسے اہم شعبوں کی نج کاری غریب عوام کو بنیادی سہلوں سے بھی محروم کرنے کا ذریعہ بن رہی ہے۔ گورنمنٹ کے اس حکملے نے اس حقیقت کو یاد دلایا کہ سرمایہ کی چکا چوند سے وجود میں آنے والی عالی شان و کائنی صرف اپنے قتوں کی دوست ہوتی ہیں۔ وہا کے پہلے مرحلے ہی میں جس طرح کارپوریٹ ہپٹاں پورے ملک میں بند ہو گئے اور ڈاکٹر غائب ہو گئے اور سارا بوجھ سرکاری ہپٹاں لوں کے کم زور انقر اسٹر کچر پر آپڑا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرع کی بنیاد پر انسانی سماج کی تمام ضروریات کی تجھیں ہو سکتی۔ فرع کا حرک ایسے ہنگامی حالات میں ماند پڑ جاتا ہے اس لیے بنیادی انسانی ضروریات کو خرید و فروخت کی بیز بنا دینے (commodification) کا سرمایہ دارانہ رجحان، انسانی سماج کے لیے نہایت خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔

ماحولیاتی بحران

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں انسان کو چھی زندگی کے لیے تمام ضروری وسائل فراہم کیے ہیں۔ لیکن یقیناً اس کے ساتھ ایک ترین موڑ کی پاک بھی کہ ہم یہ سب مجھیں اٹھائیں اور دنیا کو اس تباہی کے ان مخفی اخلاقی اسباب کی طرف بھی متوجہ کریں۔ اس وقت انسانوں کے ضمیر زیادہ حساس اور بیدار ہو چکے ہیں۔ اللہ کے دین اور اس کے کلام کو سمجھنا اور اس کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے۔

ذریعہ تعلیم پرقومی مشاورت

خالد رحمن

اس صحن میں بہت ہی اہم اور موثر دائم شکار کی جانب سے دیے گئے جگہ تعلیمی عمل سے برادرست نسلک افراد نے

بہت وضاحت سے اپنے تجربات بیان کیے۔ یہ مغایر بحث اس قابل ہے کہ عالم لوگوں کی آگئی کے لیے وزارت تعلیم اس کی وسیع ترداری میں اشاعت پر فور کرے۔

راقم کو ماہر تعلیم ہونے کا دعویٰ نہیں لیکن سالہاں سے تعلیم سیست پالیسی امور پر براو راست اور بالواسطہ شرکت سے حاصل شدہ تجربہ، سوچ، اپنے مطالعے اور معلومات کی روشنی میں میں نے اس نشست میں گفتگو کرنے ہوئے آئھہ اہم نکات پر زور دیا۔

اول یہ کہ ہر کام کا ایک سیاق و سہاق ہوتا ہے، اسے نظر انداز کر کے لکھنے ہی خوبصورت الفاظ اور استعاروں کا سہارا لیا جائے، ان کی تعبیر میں اختلاف کی گنجائش بیدا، وجاتی ہے، جس سے عملدرآمد کے دائرے میں بھی اختلافات جنم لیتے ہیں۔ ذریعہ تعلیم کی یکسانیت کے صحن میں دستور پاکستان کی وفعہ ۱۵۲ میں اردو زبان کے استعمال اور غفاڑ کی طرف پیش قدمی/ٹرازیشن کی ہدایت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے میں نے عرض کیا کہ دستور پاکستان کے طبق ہونے سے یکسانیت بیدا کرنے کی اس پوری مشق کو ایک احرام اور تقدس حاصل ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ کسی ایک گروہ کی خواہش کی بجائے قومی اتفاق رائے کی علامت قرار پائے گی اور ایک مسلسل عمل کو لازم ہائے گی۔

وفاقی ذریعہ تعلیم جناب شفقت محمود کے خصوصی تعارفی کلمات اور بعد ازاں جناب جاوید جبار، جوزارت تعلیم کی جانب سے اسی صحن میں بنائی گئی ٹیکنیکل کمیٹی کے جمیں میں ہیں، کی ابتدائی گفتگو کے بعد شرکاء مجلس کو گفتگو کی دعوت دی گئی، جن کی صورت میں تعداد آن لائن شرکت کر رہی تھی۔ آئے بڑھنے سے پہلے اس خوش اور اطمینان کا انتہا ضروری ہے کہ جنینا لوگی کے کچھ مسائل سے قطع نظر یہ مشاورت بہت اچھے ماحول میں منعقد ہوئی، جس کا کریئٹ وزارت کے ذمہ داران کو ضرور دیا جانا چاہیے۔

اس کے ساتھ ہی اردو زبان کے لازمی استعمال کے حوالے سے پریم کورٹ کے فیصلے کو، ذریعہ اہمیت سے درجوں میں مادری یا ماحول کی زبان کو ذریعہ تعلیم بانے کے لیے ماہرین کے درمیان موجود اتفاق رائے کو سیاق و سہاق کا حصہ بانے پر زور دیا۔ اس اتفاقی رائے کے ثبوت کے طور پر خود پر لشکنسل کی ۲۰۱۵ء کی رپورٹ سے ایک اقتباس پیش کیا گیا، جس میں واضح طور پر ان کی اس رائے اور پالیسی کا ذکر ہے کہ پاکتری سٹٹ پر مادری/ مقامی یا ماحول کی زبان تدریس کے لیے استعمال ہوئی چاہیے۔ گفتگو میں اس امر کی بھی نشان دہی کی گئی کہ دنیا سے رابطہ اور ترقی کے لیے انگریزی زبان ضروری ہے کی دلیل نہایت کمزور اور سطحی ہے۔ قوام تحدہ میں سرکاری طور پر چھ زبانیں رائج ہیں اور

نظام تعلیم کی یکسانیت ان دنوں حکومتی جماعت کے منشور اور ذریعہ اعظم اور ذریعہ تعلیم کے بیانات کی روشنی میں بجا طور پر علمی حلقوں میں زیر بحث ہے۔ اصولی طور پر تو اس مسئلہ کو بہت پہلے طے ہو جانا چاہیے تھا لیکن بعض مخصوص طبقات کے مفادات کے لکڑاؤ نے اسے ایک حساس مسئلہ بنا دیا ہے۔ یہ امر قابل تحسین ہے کہ بچپنے چند ماہ کے دوران اس حوالے سے کسی قدر انگریزی سے پہلی رفتہ ہو رہی ہے۔

اسی صحن میں قومی سٹٹ پر ایک مشاورت ۱۲ جولائی کو منعقد ہوئی۔ مشاورت میں اسلام آباد، صوبائی کمیٹیوں، آزاد کشمیر، گلگت بلتستان کی کمیٹیوں سے یکٹری تعلیم یا ان کے نمائندوں کے علاوہ بعض خصیعی اداروں اور دینی مدارس کے نمائندے بھی شریک تھے۔ جگہ ماہرین تعلیم کی بھی ایک نمایاں تعداد نے شرکت کی۔

مشاورتی اجلاس کے لیے جو تعارفی نوٹ چاری کیا گیا تھا، اس کے مطابق اس مجلس کے اجنبی میں پر اختری تک کی کلاسوں کے لیے ذریعہ تعلیم ذریعہ تعلیم کے طبقہ اسی صحن میں ان کلاسوں میں تدریسی زبان کے علاوہ کتب کی زبان ذریعہ بحث آئی تھی۔ تعارفی نوٹ میں ایک چارٹ کی صورت میں تجویز دی گئی تھی کہ اردو، اسلامیات، اخلاقیات اور معاشرتی علوم کے علاوہ ایکی مضامین کی تدریس انگریزی میں ہوگی۔

وفاقی ذریعہ تعلیم جناب شفقت محمود کے خصوصی تعارفی کلمات اور بعد ازاں جناب جاوید جبار، جوزارت تعلیم کی جانب سے اسی صحن میں بنائی گئی ٹیکنیکل کمیٹی کے جمیں میں ہیں، کی ابتدائی گفتگو کے بعد شرکاء مجلس کو گفتگو کی دعوت دی گئی، جن کی صورت میں تعداد آن لائن شرکت کر رہی تھی۔ آئے بڑھنے سے پہلے اس خوش اور اطمینان کا انتہا ضروری ہے کہ جنینا لوگی کے کچھ مسائل سے قطع نظر یہ مشاورت بہت اچھے ماحول میں منعقد ہوئی، جس کا کریئٹ وزارت کے ذمہ داران کو ضرور دیا جانا چاہیے۔

اس کے ساتھ ہی اس طبقہ اس انتہا بھی ضروری ہے کہ ایک آدھا اتنی کے ساتھ متنوع پیش مظاہر اور مختلف علاقوں سے تعلق کے باوجود ان ماہرین میں اس پر اتفاق پایا کہ پاکتری اور اس سے پہلی سٹٹ پر ذریعہ تعلیم اردو یا مقامی زبان ہو جانا چاہیے۔

اس وقت دنیا میں ترقی یافتہ ملکوں کی کوئی بھی فہرست بنائی جائے تو متعدد ایسے ممالک سرہست نظر آتے ہیں، جن میں انگریزی محض ایک غیر ملکی زبان ہے اور ٹانوں ہی تھیت میں پڑھائی جاتی ہے۔ چنانچہ یہ واضح رہنا چاہیے کہ دنیا سے رابطہ اور ترقی کے لیے انگریزی واحد ریڈیو ہیں ہے۔

وہم یہ کہ اردو زبان کی بھی محض رکی تدریس کافی نہیں بلکہ اس میں اعلیٰ مہارت کا حصول پیش نظر رہنا چاہیے۔ اسی طرح اعلیٰ درجوں کی تعلیم حاصل کرنے والوں کے لیے انگریزی کی مہارت بھی لیکن یہ بنا چاہیے۔ تاہم راقم نے اس خیال کا بھی اٹھا کر کیا کہ طبقہ طلباء حاصل کرنے والوں کی تعلیم حاصل کر رہے ہوں، ان کے لیے کسی بھی ایک دیگر غیر ملکی زبان میں ضروری مہارت کو ملکی بنا نے کی جانب بھی حسب موقع پیش رفت کرنی چاہیے۔

سم یہ کہ ذریعہ تعلیم کسی بھی صورت میں مادری/ مقامی/ اردو کے علاوہ نہیں ہو جا چاہیے۔ حتیٰ کہ اسے موضوع بحث بنانا بھی درست نہیں ہے۔

چہارم یہ کہ اصل میں تو امتحان اور جائزہ کا نظام یکساں ہو نا ضروری ہے۔ اگر جائزہ کے کسی مخصوص نظام کو اشرافیہ کا درجہ حاصل ہو جائے تو یکساں نظام تعلیم کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔

پنجم یہ کہ ماحول، مواتع اور وسائل کے صحن میں بھی یکسانیت کے بغیر یکسانیت کا دعویٰ بے معنی ہے۔

چھٹا نکتہ ریاضی اور سائنس کے مضامین کی کتب سے متعلق تھا۔ اس پر اٹھا رکھیا کرتے ہوئے میں نے درج ذیل چیرے میں بات کی جب ہم ذریعہ تعلیم کے بارے میں طے کر دیا کہ مقامی/ مادری/ ماحول کی زبان یا اردو زبان میں تعلیم ہو رہی ہو گی تو ان زبانوں سے تو اردو کا کوئی ٹھکرائی نہیں رہا۔ سوچنے کی بات یہ رہ گئی کہ [اردو یا انگریزی میں سے] کس زبان میں با آسانی [اوہ معیاری] کتاب دستیاب ہوگی اور ٹرازیشن کا ایک عمل جعل سنکے گا اور میں اس میں بڑی حد تک اپنے ہوں۔ درس و تدریس کی زبان کے بارے میں بہر حال کسی بھی طرح گلگتوں کی گنجائش نہیں ہے۔ یہ بات اس سیاق و سہاق میں تھی کہ جناب جاوید جبار کی ابتدائی گفتگو میں کہا گیا تھا کہ اردو کے ساتھ ساتھ مختلف علاقوں میں اپنی اپنی زبان میں تدریس کے ساتھ ہی تھا اور تحقیق کے لیے انگریزی زبان ضروری ہے کی دلیل نہایت کمزور اور سطحی ہے۔ قوام تحدہ میں سرکاری طور پر چھ زبانیں رائج ہیں اور باقی صفحہ نمبر ۲

آیا صوفیا: سیکولر ازم کی بدترین شکست

اسلامیتیشن کے احیاء کے بانی اربکان کا طالب علم ہی ہے۔ اپردو ان آیا صوفیا کو مسجد کے طور پر بحال کرنے کے اس عمل کو مساوات کا انتہار سمجھتے ہیں، جس کو انہوں نے اپنے منسوبے

کے تحت پایہ تک پہنچایا۔ وہ ایک عملیت پسند سیاست دان ہیں، وہ طاقت کے توازن اور سیاست کی رکاوتوں سے بخوبی واقع ہیں، جس نے ان کے استاد اربکان کا راستہ روکا، وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ موجودہ سیاسی نظام سیکولر ازم پر قائم ہے۔ یہی وجہ ہے انہوں نے اپنی جدوجہد کا مرکز آمرانہ اور فوجی بالادتی کو نکر دکرنے اور اسے غیر جانب دار، جمہوری اور عوامی رائے کے احرام پر مبنی نظام کی تخلیل کی طرف مبذول کیا۔ جہاں عقیدے، عبادات اور انتہار کی آزادی حاصل ہو۔

آیا صوفیا کی بھائی نے عالم اسلام میں قانون کی حکمرانی کے مبنی ہئی کوئی روح دی۔ وستیجیا نے پر اسلامی دینی انہیں تاریخی فیصلے کو بڑی وچھپی سے پڑھا اور سو شل و تجویش میڈیا پر بڑے شوق سے اسے دیکھا۔ اس خبر کو عالمی سطح پر بڑی اہمیت دی گئی۔ شاید یہی وجہ ہے، جس نے قابوہ، ریاض، ابوظہبی اور دیگر عرب دار الحکومتوں میں صفت ماتم پر پا دیا۔ سعودی عرب جو کبھی سلفی نظریے، عدم رواداری کا داعی تھا، نہ ہی رواداری کا داعی بن گیا ہے۔

ریاض اور قاہرہ کیوں خوف زدہ ہیں؟

ان دونوں ممالک کے لیے پریشان کن بات یہ ہے کہ کہیں کوئی ان دونوں سے اسلامی دینا کی سیاسی سیادت اور چودراہست نہ چھین لے اور ان کی پوزیشن کو خلینہ نہ کر دے۔ ایسا لگتا ہے کہ ترکی اور سعودی عرب دونوں مختلف راستوں پر چل پڑے ہیں، ایک اسلامی تاریخ سے اپنے مقطع رشتہ کو استوار کرنا چاہتا ہے، دوسرا ہر میں شریفین کو عالمی طور پر باقی رکھ کر، اسلامی شعائر، تہذیب و ثقافت اور اسلامی اقدار سے پچھنکارا حاصل کرنا چاہتا ہے، گویا کہ کوئی بوجہ ہیں۔ سعودی معاشرے پر مغرب کے اخلاق باختہ ٹکڑا اور روایات کو بزور مسلط کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ دوسری جانب اپردو ان آیا صوفیا کے گندوں سے ادا ان کی صدائیں کرو رہے ہیں۔

سعودی عرب جو پہلے ہی کوونا سے متاثر ہے، ایک انگریزی میگزین کے لیے عربیاں اور فرش ماڈلوں کے فن توجیش کا انقاد مدینہ منورہ اور قریب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے چند کلومیٹر کی دوری پر کر رہا ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۲

ترکی نے بڑے نیش و فراز دیکھے ہیں، ان حالات میں اسلامی شعائر کو مٹانے کی ہر ممکن کوشش کے باوجود اسی معاشرے سے ایک بطل جلیل تمدن الدین اربکان نے سیاسی جدوجہد اور حکمت عملی کے ساتھ مدارس، مساجد اور جامعات کے ذریعے اسلام کے لیے فضا کو سازگار کیا۔ سفر، آسی کی دہائی میں رجب طیب اپردو ان اسی جماعت کا حصہ تھے۔

تاہم بعد میں انہوں نے اپنے استاد تمدن الدین سے مختلف راستے اختیار کیا۔ بہت سادہ ہے وہ فحش جو یہ خیال کرتا ہے کہ اپردو ان کا آیا صوفیا کو دوبارہ مسجد کے طور پر بحال کرنے کا فیصلہ مسیحیت اور اسلام، مسجد اور یکساکے درمیان جاہضت کی خیاد پر ہے، بلکہ حقیقت میں یہ عمل ترکی کو دوبارہ اسلامی شعائر، تہذیب و ثقافت اور اپنی اصل بنیادوں پر استوار کرنے کی دوسری حکمت عملی کا حصہ ہے۔

اپردو ان ترکی کی عثمانی تاریخ اور عصر حاضر کی سیاسی حرکیات کا بخوبی اور ادراک رکھتے ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ ترکی کی بقا اور استحکام اسلام سے وابستہ ہے اور اس مقصد کو درست حکمت عملی اور متوازن پالیسیوں کے ذریعے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ امت کے اس عظیم رہنمائے ترکی کو اسلامی ریچ پر واپس لانے کے عمل کا آغاز کر دیا ہے، جس پر اتنا ترک نے پابندی عائد کر دی تھی۔ اپردو ان کی ماضی کی تاریخ کا اگر جائزہ لیا جائے تو اس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ آیا صوفیا کی بھائی کا بہت پہلے ہی سے عزم رکھتے تھے۔ یہیں نہیں کھو جانا چاہیے کہ اپردو ان کے پہلی مرتبہ میں جانے کا اصل سبب ترکی کے شاعر ”خیا موقلب“ کے درجن ذیل اشعار کو اپنی تقریر میں پڑھتا تھا:

بینارہمارا تھیا رہیں

گنبدہمارا خانقی حصار ہیں

مسجدیں ہماری فوجی پیر کس ہیں

مونین ہمارے سپاہی ہیں

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اپردو ان یا عثمانی ظیفہ ہے، جو ماضی کی طرف ہر حال میں لوٹا چاہتا ہے بلکہ وہ جدید جمہوری ترکی کا ہی حصہ ہے، اس کے پیش نظر ترکوں کو بیدار کرنا اور دنیا کے سامنے ایک موثر طاقت کے طور پر پیش کرنا ہے۔ وہ نہ صرف ایک مدرسہ کا طالب علم ہے بلکہ جامعہ مرمرة کے اکنامک ایڈنریجمنٹ پارٹرنسٹ کا گرجیویٹ اور ترکی میں

زیر نظر مضمون عربی زبان کی معروف ویب گاہ www.noonpost.com سے لیا گیا ہے، اسے تیونس کی صحافی اور نامہ نگار سمیہ الغنوہی نے تحریر کیا ہے، مشرق وسطیٰ ان کا خاص موضوع ہے۔ (ادارہ)

سلطان محمد فاتح نے مئی ۱۴۵۳ء کو فتح قسطنطینیہ کے بعد مسجد آیا صوفیا کو بازنطینیوں کے قبضے سے چھڑ لیا اور انطاولیہ کے قلب سے اسلام خالف طاقتوں کو یہاں پیغام دیا کہ اسلام اب پوری قوت اور شوکت سے اپنی نظمت رفتہ کو بحال کرے گا۔ اس سے قبل دشمن اور بقدر اپنی صد بیوں تک اسلامی خلافت کے مرکز تھے۔ یکم فروری ۱۹۳۵ء کو ایک اسلامی پیار، لبرل، ہمرنے اس عظیم مسجد کو عجائب گھر میں تبدیل کرنے کا اعلان کر دیا۔ مسجد کی صفوں اور قابوں کو چاڑ کر بھینک دیا گیا، مسجد سے متصل سلطان محمد فاتح کے قائم کردہ مدرسے کو سمار کر دیا گیا، مسجد کو روشن کرنے والی بڑی بڑی قندیلوں کو بھاجا دیا گیا، اس مدرسے کو خلافت عثمانی کی پہلی جامعہ ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ مصطفیٰ کمال کے کارنوں نے مسجد کے بیناروں کو بھی نہیں چھوڑا۔ لیکن اس خوف سے کہ بینی پوری مسجدنگر گر جائے، کچھ بیناروں کو باتی رکھا۔

المصطفیٰ کمال کے یہ سارے اقدامات اسلامی تہذیب و ثقافت کے آثار کو مٹانے اور اسلام کے مقابل قوم پرستی کے رجحان کو پرانی چڑھانے کے ناپاک عزم کا حصہ تھے۔ اس نے عثمانی عربی رسم الخط کو روشن میں تبدیل کر دیا، عربی زبان میں ادا ان اور حجاج پر پابندی عائد کر دی، یکلواں مساجد کو بند کر دیا۔ مصطفیٰ کمال نے انصوص (انطاولیہ) پر بر طابوی اور فرانسیسی قبضے کے خلاف جدوجہد کے حوالے سے قانون سازی میں آزادی کا فائدہ اٹھا کر عثمانی آثار کے خلاف کھلی جنگ شروع کر دی تاکہ اس کے مقابلے میں جدیدیت، قوم پرستی، برلن ازم کو فروغ اور اپنی امربیت کو مختتم کر سکے۔

تین دہائی بعد عدنان مندریس نے جب ان اسلامی مختلف اقدامات کو دنکن کی کوشش کی، عربی زبان میں ادا ان کو بحال کیا تو فوج نے اسے چھانی دے کر یہ پیغام دیا کہ کسی بھی اسلامی شعائر کو بحال کرنے کی اجازت قطعاً نہیں دی جائے گی۔

پھر ”تفصیلہ“ (Quneitra) نامی قبیلے کا تذکرہ خال خال ہی سنائی دیا۔ ۱۹۰۰ء میں پوپ جان پال دوم نے وہاں اسرائیلی بمباری سے تباہ ہونے والے گرجا گھر میں عبادت بھی کی تھی!

وہ شام کے تاریخی دورے کا تیسرا دن تھا اور پوپ نے ۱۹۷۲ء میں اسرائیلوں کے انخلاء کے وقت گرجا گھر کی باقیات کا دورہ کیا۔ بر سوں کے قبیلے کے بعد اسرائیلی فوجوں نے انخلاء کے وقت تفصیلہ کو شدید بمباری کا نشانہ بنایا۔ میں نے جب ۲۰۱۰ء میں اس قبیلے میں قدم رکھا تو دیکھا کہ وہاں اسرائیلی فوج کے انشنا بھی ہیں اور فوجی بھی تعینات ہیں جنہوں نے قبیلے پر نظر کی ہوئی تھی۔ پوپ نے جن میں عبادت کی وہ گریک آرچوڈوکس چرچ کی باقیات تھیں۔ پوپ کے ساتھ جانے والے صاحبوں نے دیکھا کہ اسرائیلی بمباری سے گرجا گھر تباہ ہوا اور اس سے متعلق احاطے میں موجود قبور کی شدید بے حرمتی ہوئی مگر بھر بھی پوپ جان پال دوم نے اس حوالے سے کچھ بھی کہنے کے کامل احتراز کیا۔ پوپ جان پال دوم دراصل بیٹا پال کے نقوش قدم پر چل رہے تھے جنہوں نے دمشق کی راہ پر گامزن ہوتے ہوئے عیسائیت قول کی تھی۔ پوپ جان پال دوم کے دورے کا مطابق، میکل علیہ السلام کا تصریح بھی ہے۔

میر اندازہ ہے کہ اگرچہ پوپ جان پال دوم ہوتے تو رجب طیب ایرادوں کے حکم کو سمجھنے کی علمی کرتے اور کلمے دل سے قبول کرتے۔ یوں بھی ایرادوں نے حکم کے ذریعے ۱۹۳۲ء کے اس حکم نامے کو منسوخ کیا ہے جس کے تحت آیا صوفیہ کو عجائب گھر میں تبدیل کیا گیا تھا۔ آیا صوفیہ کو اقوام متعدد کے ادارے یونیکو نے تاریخی درستی میں شمار کیا ہوا ہے۔

گرجا گھر سے مسجد میں تبدیل کیے جانے والے آیا صوفیہ کو عجائب گھر میں تبدیل کرنے کا کوئی قانونی جواز یوں بھی نہیں تھا کہ اس عمارت کو ۱۹۵۳ء میں سلطان محمد دوم نے ایک وقف بورڈ کے تحت قانونی تحفظ فراہم کیا تھا۔ اس حوالے سے معرض وجود میں آئے والی دستاویز آج بھی انقرہ میں ہے۔ اس طائفہ ترک حکمران نے تب یہ گرجا گھر متعلقہ عیسائی حکام سے باضابطہ طور پر خریدا تھا۔

ایرادوں کے فیصلے سے سب سے زیادہ جز بزرگوں نے حکومت

آیا صوفیہ: حیرت کیسی، غصہ کیوں؟

Yvonne Ridley

یو اول اور تیم پھوپ کی وادرسی کے حوالے سے جو کروارڈہ ہی

رہنماؤں کو ادا کرنا تھا، وہ رجب طیب ایرادوں نے ادا کیا

ہے۔ اس حوالے سے انہیں غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ ایک تلخ حقیقت اور بھی ہے اور وہ یہ کہ دنیا بھر میں

ذمہ دہ کے ماننے والوں میں یہ تاثر بہت تیزی سے اجرا ہے

کہ ان کے روحانی پیشواؤں نے انہیں چھوڑ دیا ہے۔ یہی

سبب ہے کہ میں ہی اجتماعات میں حاضری لکھتی جا رہی ہے۔

میرا خیال یہ ہے کہ پوپ فرانس کو اس بات سے زیادہ

پر بیانی لائق ہوئی جائیے تھی کہ امریکا اور یورپ میں سیکروں

گرجا گھر فروخت ہو چکے ہیں، حاضری کم ہوتی جا رہی ہے

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ پادری یورپی تعداد میں پھوپ سے

زیادتی کے واقعات میں مقدمات کا سامنا کر رہے ہیں اور

بہت سوں کو تو سزا بھی سنائی جائیگی ہے۔ یہ باقی زیادہ

پر بیان کن ہیں مگر ان پر متوجہ ہونے کے بجائے ترکی میں

ایک گرجا گھر کو مسجد بنانے پر رعل کا انہصار کیا جا رہا ہے۔

محجھے یاد ہیں پڑتا کہ جب اسرائیل نے صفد (Safad)

میں تیر ہوئی صدی کی مسجد احرار کو نٹ کلب میں تبدیل کیا تو

دنیا بھر کے متعدد مسلمانوں کی نظر میں وہ دین کے محاذیکی

حیثیت سے دیکھے جاتے ہیں۔ امریکا، یورپی یونین، روس یا

کسی اور طاقت کی ناراضی کی پرواہ نہیں تھی ایرادوں پناہ گزیوں

سے روا رکھی جانے والی زیادتی اور بدسلوکی پر آواز اخواتے

رہے ہیں۔ فلسطین، کشیر، لیبیا، شام یا خانہ جنگی و عکریت

پسندی کی رو میں آئے ہوئے کسی اور خطے کے مسلمانوں پر

ڈھانے جانے والے ظالم کے خلاف وہ یکساں جوش و خروش

سے آواز اخواتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ کسی بھی بڑے

دار الحکومت میں انہیں پسندیدیگی کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔

شام اور لیبیا میں ترکی کی عکری مداخلت نے بہت سی

طاقوتوں کو ناراض کیا ہے اور سچ توبہ ہے کہ اس حوالے سے چند

مسلم ممالک بھی ان سے خفیہں۔ روس سے فوجی ساز و سامان

کی خریداری کے فیصلے نے امریکا اور معاهدہ شماں بجرا قیانوس

کی تضییغ (نیٹ) دونوں کو ناراض کیا ہے۔

ایک دور تھا دنیا بھر میں ظلم و قتم کا سامنا کرنے والے

بے کسوں کی فرباد ملنے کا فرض نہیں رہنا تھا جام دیا کرتے

تھے۔ خانہ جنگی میں پھنسے ہوئے بے سہارا انسانوں بالخصوص

گھر سامنے نہیں آیا۔

۲۰۱۸ء میں جب امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے شام کی

گولان کی پہاڑیاں اسرائیل کے حوالے کیں تو اقوام متعدد

نے معمولی نوعیت کا رعل ظاہر کیا اور وہ بھی جلد شتم ہو گیا اور

عبدات گاہوں کی نویعت بدلنے پر احتجاج بتتا ہے تو پھر اتنیں پر ۱۲۹۹ء میں عیسائی افواج کے قبضے کے بعد ہماں کی سب سے بڑی مسجد کو گرجا گھر میں تبدیل کرنے کا بھی نوٹ لیتے ہوئے اس پر احتجاج کیا جانا چاہیے۔ دنیا بھر میں جہاں بھی عبادت گاہوں کو تبدیل کیا گیا ہے، اُس کا نوٹ لیا جانا چاہیے۔ مقصدم دول نے اپنی رپورٹ میں مزید لکھا ہے کہ اس حقیقت کو کسی بھی طور پر قابل ذکر ہے کہ امریکا اور اسرائیل نے آیا صوفیہ کو عیسائی انتظامیہ سے باضافہ خرید اتنا، طاقت کے ذریعے اس پر تسلط قائم نہیں کیا تھا۔

دنیا بھر میں جتنے بھی سیاسی قائدین اپردو ان کے فیملے پر جزو ہوئے ہیں اور ان پر تقدیم کے حوالے سے جوش و جذب محسوس کر رہے ہیں، انہیں اس نکتے پر خور کرنا پاپا ہے کہ مااضی کی غلطیوں کو درست کرنا لازم ہے اور یہ اچھا موقع ہے ایسا کرنے کا۔ مااضی میں جو کچھ بھی غالباً ہوا، اُس کے ازالے پر توجہ دینی چاہیے۔ جہاں مذهب اور عبادت کی بات آجائے، وہاں سیاست کو ترجیح دینا کسی بھی اعتبار سے کوئی قابل تائش روپ نہیں۔ اور خاص طور پر ان کے لیے جو (اموالے پوپ فرانس کے) کندھب کے بارے میں یوں بھی کہی جانتے ہیں اور اپنی تاریخ سے تو اور بھی کہ واقف ہیں۔ (ترجمہ: محمد احمد خان)

"Hagia Sophia: Religious and political leaders are missing their own chances to right historical wrongs". ("middleeastmonitor.com". July 13, 2020)

دیتا ہے۔ ایمانی گروپ نے حال ہی میں اپنے ممکنی پا اور آپریشنز کا ۵۰ فیصد حصہ ۲۵ کروڑ ڈالر کے عوض قطری حکومت کو فروخت کر دیا۔ دوسری طرف سے فرانس کے مشہور ہل جائسٹ ٹول کی طرف سے گھیں بیکھر میں ۳۳ فیصد کے حصے کے لیے ۹۰ کروڑ ڈالر کی سرمایہ کاری حاصل ہوئی ہے۔ چند اور ڈیلز بھی ہیں جو مظرا کے کوہترین باری ہیں۔ امریکی طیارہ ساز ادارے لاک ہیڈ مارٹن نے جیٹ طیاروں کی بھارت میں تیاری کے حوالے سے تعاون کا عنديہ دیا ہے۔ چین سے بڑتی ہوئی کشیدگی کے ناظر میں یہ خاصی خوش آئندہ بات ہے۔

یہ سب کچھ بہت اچھا دکھانی دے رہا ہے مگر فراباریک یونی سے کام بھی تو معاملات کچھ اور بھی دکھانی دے سکتے ہیں۔ اب یہ بات صاف محسوس ہو رہی ہے کہ غیر ملکی سرمایہ کاروں نے محسوس کر لیا ہے کہ بھارت کی مارکیٹ سے اپنا حصہ پانچ ہتھ مقامی شرکت دار تلاش کرنا ہوں گے۔ مقامی شرکت کے بغیر انہیں اپنے خوب شرمندہ تعبیر ہوتے دکھانی نہیں دے رہے۔ اس معاملے میں ریلانس گروپ کے

بیت الحکم کے چیخ آف نیویورک میں پناہ میں تھی جب اسرائیلی فوجیوں نے ان پر گولی چلانے سے گرینز نہیں کیا تھا۔ عیسائیوں کی عبادت گاہ کا لقنس اسرائیلی فوجیوں کے ہاتھوں پامال ہونے پر یونیسکو نے کچھ نہیں کہا تھا۔ پوپ جان پال دوم نے عمومی نویعت کا درمیں ظاہر کیا تھا اہم چیخ آف الگلیڈ کی طرف سے ایک لفظ نہیں کہا گیا۔

یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ امریکا اور اسرائیل نے تاریخی اور ثقافتی درثیت کی نگہبانی پر مامور قوام تحدہ کے ادارے یونیسکو سے ۲۰۲۱ء میں باضافہ طور پر الگ ہونے کا اعلان کیا۔ دو ڈھانی عشروں کے دوران امریکا کو تاریخی درثیت کے تحفظ سے زیادہ عراق کی قیل کی تیصبات کے تحفظ کی گلر لاقن رہی ہے۔

مسجد اقصیٰ اور گیگ میٹھر کے مسلم مقامات کی بے حرمتی کے حوالے سے اخباری مضمایں اور تجزیوں میں توجہ دلائی جاتی رہی ہے مگر کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ اپنیں کے شہر کا رہ دبای (قرطبه) میں عظیم الشان مسجد آج بھی گرجا گھر کی ٹکل میں موجود ہے۔ اسی طور Seville کی مسجد بھی عیسائیوں کے معبد میں تبدیل کر دی گئی ہے۔ اس حوالے سے احتجاج کی توفیق کی کو نصیب نہیں ہوئی۔

آیا صوفیہ کے حوالے سے سب سے بڑا منافقاتہ کرواتو یونیسکو کا ہے جس نے اس عمارت کے حوالے سے تاریخی درثیت غزوہ کی پٹی کے لیے MEMO (مدل ایسٹ مائیٹر) کے نمائندے مقصدم دول نے ایک رپورٹ میں لکھا ہے کہ اگر ہونے کا روتا رہیا ہے۔ ۲۰۰۲ء میں جب چہل فلسطینیوں نے

ہوئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انہیوں صدی میں آزادی نصیب ہوئے پر یونانی حکمرانوں نے سلطنت عثمانی کے دور کی سکروں مساجد اور دیگر مذہبی عمارتوں کو تباہ کیا۔ بہت سی مساجد کو بند کر دیا گیا یا پھر جا گھر میں تبدیل کر دیا گیا۔ سلطنت عثمانی کے دور کی سکروں، ہائل اور گودام میں تبدیل کر دیا گیا۔

روس نے بھی اپردو ان کے اقدام کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ دنیا کو تقسیم کر رہے ہیں۔ یہ بات ایک ایسے ملک کے منہ سے بہت عجیب لگتی ہے جس نے شام میں بشار الاسد کی سفاک آمریت کو مصبوط تر بنانے میں کلیدی کر دار ادا کیا ہے اور ایک ایسی خانہ نگذی کوہادی ہے جس نے شام کی صفائض سے زائد آبادی کو رہا دی سے دوچار کر رکھا ہے۔ بہت سے اقدامات ہیں جو روں کی منافقت ظاہر کرنے کے لیے کافی ہیں۔ اس نے کامیابی کے حوالے سے قابل مذمت کر دیا کیا۔ لیبیا میں با غنی مکانہر فیلڈ مارشل غلیفہ ہفتار کا ساتھ دیا۔ شام میں بشار الاسد کی پشت پناہی کی۔ لیونینکو کے قتل میں اس کا کردار ہے۔ مغرب کے انتخابات میں اس کی مداخلت بھی کوئی ڈھنکی بھی حقیقت نہیں۔

آیا صوفیہ کے حوالے سے سب سے بڑا منافقاتہ کرواتو یونیسکو کا ہے جس نے اس عمارت کے حوالے سے تاریخی درثیت غزوہ کی پٹی کے لیے MEMO (مدل ایسٹ مائیٹر) کے نمائندے مقصدم دول نے ایک رپورٹ میں لکھا ہے کہ اگر ہونے کا روتا رہیا ہے۔ ۲۰۰۲ء میں جب چہل فلسطینیوں نے

بھارتی معیشت پھر تحفظ کی راہ پر

سب سے پہلے دفیں بک نے اپنا ہٹوا کھولا۔ اپریل میں اس سو شیٹ نیٹ ورک نے اعلان کیا کہ ریلانس گروپ کے ڈیجیٹل آرم جیو پلیٹ فارمز میں ۹۰ فیصد حصے کے لیے کم و بیش ۵ ارب کے کروڑ ڈالر کی سرمایہ کاری کرے گا۔ اس کے بعد ۶ دیگر کاروباری اداروں نے بھی بھارت میں سرمایہ کاری کا اعلان کیا۔ ان میں گلوبن پرائیوریٹ ایکوئی جائش مٹاکے کے آراؤ سعودی و اماراتی ساون فنڈ بھی شامل تھے۔ اس سال جیو پلیٹ فارمز میں بھی اوروں نے ۵ ارب ۲۰ کروڑ ڈالر سے زائد کی سرمایہ کاری کی ہے یا سرمایہ کاری کا وعدہ کیا ہے۔ اس سرمایہ کاری کی بدولت انہیں جیو پلیٹ فارمز میں ۲۵ فیصد تک کی شرکت حاصل ہوگی۔ ائٹھری کے ذریعہ تباہتے ہیں کہ بہت ہلدار مکروہ و موثک بھی سرمایہ کاری کرے گا۔ ریلانس گروپ کے لیے اپنی بڑی سرمایہ کاری ان

کرانے کا حکم دیا ہے۔ وہ افون گروپ اصل اہم طائیہ کا ہے۔ بھارت میں اس کا ذیلی ادارہ دیوالیہ ہونے کو ہے۔ ریانس کی چھتری تلے جیو پلیٹ فارمز کی کارکردگی حیرت انگریز طور پر بہت اچھی رہی ہے۔ نیٹ ورک اچھا ہے۔ سروس خاصے کم چارجز کے ساتھ بیش کی جاری ہے۔ ایسے میں فیس بک نے بہترینی جانا کی وجہ پلیٹ فارمز کے ساتھ مل کر کام کیا جائے۔ فیس بک کے پاس والٹ ایپ سروس بھی ہے اور اس مد میں اسے غیر معمولی آمدن ہوتی ہے مگر بھر بھی اس نے کوئی خطرہ مول لیما گوارنیس کیا۔

مغربی ممالک کو بھارت میں بہتر کاروباری ماحول اس لیے بھی مل رہا ہے کہ جیسن سے کشیدہ تعلقات نے کاروباری شرکت کی گنجائش کم سے کم کر دی ہے۔ مودی سرکار واضح کریکی ہے کہ بھارتی سرحد سے ہڑے کسی بھی ملک کو بھارتی حدود میں کسی کمزور ادارے کو ہڑپ کرنے اور کاروباری موقع سے غیر معمولی فائدہ ہونرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ زیند رمودی نے نام لیے بغیر کہا ہے کہ جیسن کو بھارت میں کام کرنے کی پوری آزادی نہیں دی جا سکتی۔ حالیہ سرحدی چھڑپوں کے تیجے میں بھارتی فوجیوں کی ہلاکت نے جلو پر خوب تیل چھڑکا ہے۔ ۲۹ جون کوئی بھی نے جیسن کی ۵۹ موبائل اسپس پر پابندی عائد کر دی۔ ان میں یہ ناک بھی شامل ہیں جس کی مقبولیت غیر معمولی ہے۔ میڈیا روپوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ مودی سرکار جیسن میں مکمل یا جزوی طور پر تیار ہونے والے کم و بیش ۱۷٪ آئزر پر پابندی لگانے کی تیاری کر رہی ہے۔ ان میں ٹوئنرز سے لفڑی نکل مختلف نوعیت کی اشیا شامل ہیں۔

بھارت میں غیر ملکی اداروں کے لیے معاملات کبھی کچھ زیادہ اچھے نہیں رہے۔ ریانس گروپ کو عدالتی کارروائی کا سامنا رہا ہے۔ حال ہی میں ایک عدالت نے ریانس گروپ کو حکم دیا ہے کہ ریانس پیوریم کے اقلیتی شیئر ہولڈرز کو مخفی والے تھان کا بھگتی کرے۔ ریانس گروپ کا کہنا ہے کہ اس نے کچھ بھی غلطیں کیا۔

جیو پلیٹ فارمز اپنے کوشش دلکھائی دے رہا ہے۔ جیو مارت (ای کارس) اور جیو منی (فائننس) کی کارکردگی دیکھنا ایسی ہاتھی ہے۔ جب تک یہ پلیٹ فارم کھل کر اپنی کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کرتا تک اسے پکش بنانے والی بات صرف ایک ہے۔ یہ کہ بھارتی ہے۔ (ترجمہ: محمد احمد خان)
"India Inc's inward turn".
("The Economist". July 4, 2020)

اب بھی بہت سے معاملات کو اپنے ہاتھ میں رکھتا چاہتی تھی۔ پیوریم اور فارماسیوٹیکس کے شعبوں میں معاملات زیادہ بہتر نہ ہو سکے۔ تب نائمنگ اف ایمیا نے ایک سرطے پر معاملات کو "دوسری بھارت پچھوڑ تحریک" بھی قرار دیا! نئے ہزاریے کی ابتداء بھارت میں نی یہ ورنی سرمایہ کاری کی بھی ابتداء ثابت ہوئی۔ براد راست غیر ملکی سرمایہ کاری آنے لگی۔ برطانیہ کے معروف ربیلڈر گروپ مارکس ایڈن پسٹر نے بھی انتری دی۔ یہ انتری مقامی پاٹریز کے ساتھ تھی۔ ریانس اور ریانس گروپ نے بھی نمایاں مقام حاصل کیا۔

معاملات نیشیب و فراز کا شکار ہے ہیں۔ گزشتہ رس گاڑیاں تیار کرنے والے معروف امریکی ادارے فورڈ نے بھارت کے صنعتی گروپ مہندر را کے ساتھ مل کر گاڑیاں تیار کرنے کا کاروبار شروع کرنے کا اعلان کیا۔ دوسری طرف جزل موڑز نے امریکا اور یورپ میں اپنے کاروبار پر زیادہ توجہ رکھنے کے لیے بھارت پر توجہ دینا چھوڑ دیا۔

امریکی کاروباری ادارے ایمیزون نے بھارت میں ۶ مارب ۰۵ کروڑ ڈالر تک کی سرمایہ کاری کی ہے، تاہم اب تک وہ کچھ خاص سکانے میں کامیاب نہیں ہوا کا ہے۔ دوسری طرف امریکی جائٹ و ال مارٹ نے بھارت کے مشہور ادارے نکل اپارٹ میں ایک بڑا شیئر خریدنے کے لیے ۱۲ مارب ۰۵ کروڑ ڈالر سے زیادہ کی سرمایہ کاری کی ہے مگر یہ بھی خاصا مشکل معاملہ تاثبت ہوا ہے کیونکہ وال مارٹ کو اپنے تک کچھ زیادہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ ایک طرف تو نکس کا معاملہ ہے اور دوسری طرف انوئیزٹری کے جم اور اپنے براہڈر کی فروخت کا قضیہ بھی ہے۔ حکام کے دورے بھی کم نہیں۔

معاملات پر گہری نظر رکھنے کی روشن نے پیروںی اداروں کو شدید اچھن سے دوچار کیا ہے۔

غیر ملکی کاروباری اداروں کے لیے بھارت میں کام کرنے کا ایک اچھا طریقہ یہ ہے کہ مقامی اداروں کے ساتھ مل کر کام کیا جائے۔ سوزوکی، ہوٹل، سینمیز اور دوسرے بہت سے بھارتی و صنعتی اداروں نے بھی کیا ہے اور کامیابی سے ہم کنار ہوئے ہیں۔ نیلے، کلائیٹ پا مولیا اور یورپی یورکی بھی بھی روشن رہی ہے۔ مگر خیر اس صورت میں مکمل ہونی مکون کی خانست نہیں دی جا سکتی۔ وہ افون کی مثال ہمارے سامنے ہے، جو بھارت میں تیسرا بڑا میل کام آپنے ہے۔ طویل قانونی جنگ کے بعد اسے عدالت نے نیکسز اور فیس کی مد میں کم و بیش ۲ مارب ۸۰ کروڑ ڈالر قومی خزانے میں مجع

سربراہ اور ملک کے امیر تین شخصیں لکھ اسی اور ایڈن گروپ کے سربراہ گتم یئر انی خاص نمایاں ہیں۔

چند ماہ کے دروان بھارت ایک ایسی سر زمین کے طور پر ابھرنے کی کوشش کرتا دھکائی دیا ہے جہاں غیر ملکی سرمایہ کاری کا تو خیر مقدم کیا جاتا ہے مگر یہ ورنی اداروں سے مسابقت کو تسلی نہیں کیا جاتا۔ بھارت کے وزیر اعظم نریندر مودی نے حال ہی میں کورونا وائرس کی وبا سے متاثر کے بارے میں کی جانے والی ایک تقریب میں یہ امرتبہ خود احصاری کی بات کی۔ ان کا کہنا تھا کہ اگر یہیں معاشری معاملات میں خود کفالت کی منزل تک پہنچا

ہے تو لازم ہے کہ اپنے زور بازو پر بھروسہ کرنا ہو گا۔

نزیند رمودی ۲۰۲۱ء میں پہلی پار افتادار میں آئے تھے۔ تب انہوں نے کاروبار کے حوالے سے پیروںی سرمایہ کاری کا خیر مقدم کرتے ہوئے مسابقت سے بھی گرینز نہ کرنے کا عنیدہ دیاختا۔ اب وہ مخفی ماقبلم کی راہ پر گامزن ہیں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ جو کچھ مودی سرکار اس وقت کر رہی ہے وہ کسی بھی اعتبار سے جیزت انگریز نہیں کیونکہ آزادی کے بعد سے بھارت بھی تو

کرتا آیا ہے۔ امریکا، یورپ اور چین کے کاروباری اداروں کو بھارت میں ڈھنگ سے کاروبار کرنے کے لیے مشترکہ منصوبوں کا سہارا لیما پڑا ہے۔ پانچ عشرہوں تک یہی طریقہ رہا۔ ۱۹۸۲ء میں قائم ہونے والا ماروتی سوزوکی برسن بچے گاندھی کے وہیں کی پیداوار تھا۔ کاریں بنانے والا یہ ادارہ بھارت اور چین کا مشترکہ منصوبہ تھا۔ تب بچے گاندھی کی والدہ اندر گاندھی و زیر اعظم تھیں۔ نہر و خاندان سیاسی امور کا گمراہ تھا۔ چین کی سوزوکی کار پورپیش نے بھارت میں سرمایہ کاری بھی کی اور کاریں بھی تیار کیں۔

۱۹۹۰ء کی دہائی میں کانگریس نے معیشت کے ایک سے دوڑ کا آغاز کیا۔ غیر ملکی اداروں کو بھارت میں سرمایہ کاری کی دعوت دی گئی اور ساتھ ہی ساتھ مشترکہ منصوبے بھی شروع کیے گئے۔ یورو کریسی جاہتی تھی کہ معیشت پر کثڑوں کمزور نہ پڑے اور یہ ورنی سرمایہ کار معاملات کو اپنے ہاتھ میں نہ لیں۔ کانگریس کی حکومت نے چند ایک معاملات میں درستی کی خاطر سے قوئین مختار کرائے مگر بھوئی طور پر معاملات زیادہ خوش آئند نہیں تھے۔ دکانوں کے جم کا معاملہ وہی کا وہی رہا۔ سرمایہ کاری سے متعلق قوانک و ضوابط بھی زیادہ نہیں بدلتے۔ سرخ نیت کی ستم ظریفی اگرچہ برقراری تاہم معاملات کچھ بہتر دکھائی دینے لگے۔ "لائنس راج" ختم کر کے معیشت کو غیر ملکیوں کے لیے کھولنے کی راہ بھوار کی گئی۔ یورو کریسی

کریں گے۔ جنوری ۱۹۸۰ء میں اسلام آباد میں ہونے والی مسلم وزراء خاجہ کی کانفرنس میں چین نے اسلامی ایسوی ایشن کے ذریعے سوویت یونین کے خلاف لائگ کی اور مسلمان ممالک کو یہا اور کروایا کہ جو مسلمان ممالک اگر سوویت یونین کی مخالفت نہیں کریں گے تو وہ سکتا ہے مسلمان ممالک میں سے کوئی اسلامک ماسکو کا گلاب دف ہو۔

بیجنگ نے مسلم اکثریتی ممالک کے سامنے اپنا امتح بہتر کرنے کے لیے سکیا گل کے مسلمانوں پر سے کچھ پابندیاں بھی اٹھائیں۔ شفافیتی انقلاب کے دور میں لگنے والی پابندی کے بعد سکیا گل اسلامک ایسوی ایشن کو پہلی مرتبہ اپنا جلاس بلانے کی اجازت دی گئی۔ الجور زبان میں عربی حروف تہجی کو بھال کیا گیا۔ اس کے علاوہ اپراوں مساجد کو کھول دیا گیا اور دو ولاد مسلم لیگ کے تعاون سے بہت سی مساجد کی انصار تعمیر کی گئی۔

۲۰۱۳ء میں ”بیلٹ اینڈ روڈ“ منصوبے کے آغاز کے بعد وسط ایشیائی ممالک اور پوری مسلم دنیا سے اپنے تعلقات کو بہتر بنانے کے لیے مسلم سافت پاڈ رکوریزی سے فروع دیا گیا تاک ان ممالک سے وہ اپنی تو اناتی اور تجارتی صورت و ریاست کو پورا کر سکے۔ میں الاقوامی منڈیوں سکن رسانی اور قبیل کے بڑے ذخائر کے تاثر میں دیکھا جائے تو عرب ممالک چین کے لیے تزویری اہمیت کے حامل ہیں۔

اسلام کوچیتی شفافت میں ڈھالنے کا عمل

۲۰۱۸ء میں چینی اسلامک ایسوی ایشن کو نہ صرف چین کے تمام عربی چینیوں بلکہ الجیرہ چینیوں نے بھی اپنی شرخیوں میں جگہ دی، جب اس تنظیم کے سربراہ Yang Fanning نے بیجنگ میں ”بیشنل پیبلیز کا گلبریلیں“ کے مشاورتی پورڈ سے خطاب میں مقامی مسلمانوں کو ”اسلام ایکریز یشن“ اور غیر ملکی مداخلت کے بارے میں منہج کیا اور اس بات پر زور دیا کہ مسلمان مقامی رسم و رواج کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوشش کریں، کیوں کہ چینی اسلام اپنی ایک طویل تاریخ رکھتا ہے۔

Yang Fanning کی تقریر کو جس طرح سے غیر معمولی کوئی تحریکی اپریشن کے ذریعے افغان جاہدین کو اسلی اور گولہ باارو دہرا ہم کرتا شروع کر دیا۔ دوسری جانب سوویت چین نے چین کو یہ موقع فراہم کر دیا کہ وہ داخلی اور میان الاقوامی سٹرپ پر دینے کے لیے بڑے پیانے پر استعمال کیا جائے گا اور اسلام کے چینی ماؤل کو تخلیقی نظریات کے ساتھ ربوط کیا جائے گا اور غیر ملکی اژرو سوویت کی بھرپور مخالفت کی جائے گی۔

سکیا گل: عرب دنیا کی خاموشی!

مکمل مداخلت کا خدشہ اور جج پالیسی میں کروانے ساتھ ساتھ مسلمان راجہماں اور ارادروں سے تقابلہ خیال ٹھاٹھ تھے۔

چینی اسلامک ایسوی ایشن کی ابتداء:

چینی اسلامک ایسوی ایشن کی بنیاد ۱۹۵۳ء میں سکیا گل کے پہلے گورنر بہان شاہدی نے ڈالی تھی۔ ان دونوں کیونٹ حکومت اپنی رست قائم کرنے کے لیے مذہبی عداوتوں کو زبردستی ”پیبلیز کورٹ“ میں تبدیل کر دیتی تھی، ایسے وقت میں مسلمانوں کی واحد تنوی انجمن تھی۔

۱۹۶۶ء میں ماوزے ٹھک کی حکومت نے ”شفافیتی

انقلاب“ کا آغاز کیا، جس کے نتیجے میں نہ صرف ملک

افریقی کاشکار ہو گیا بلکہ ریاست کے ایکتوں سے تعلقات بھی نہایت خراب ہو گئے۔ چینی حکومت نے مسلمانوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا، ان کی مساجد کو خراب خانوں میں تبدیل کر دیا گیا، مسلمان علاوہ کوٹھے عام خزراب کا گوشہ کھانے پر مجبور کیا گیا۔ بہت سے مسلمانوں کو چینی ”رینگ گارڈز“ نے تشدد کر کے جاں بحق کر دیا گیا۔ پورے ملک میں مسلمانوں کی مقامی اجنبیوں کا خاتمه کر دیا گیا۔ ماوزے ٹھک نے مذہب کو پہنچانی اور توہن پرستی قرار دے دیا۔ ۱۹۷۶ء میں شفافیتی انقلاب کا اختتام ہوتے چین پوری دنیا میں تھائی کاشکار ہو پکا چاہا، اور سوویت یونین کے ساتھ اس کے تعلقات دن بدن خراب ہوتے چاہے تھے۔

اس مضمون میں بیجنگ کی جانب سے مسلمانوں کی نگرانی میں اضافے کے بعد سے ہونے والے تین بڑے واقعات کے بعد چینی اسلامک ایسوی ایشن کی سرگرمیوں کی چینی حکومت کے زیرگرانی چلنے والے عربی چینیل پر کوئی تحریک ہے۔

پہلا واقعہ ۲۰۰۹ء میں اروپی نساداٹ کا ہے، جس میں دوسروں کے لئے دوسروں کے لئے مارے گئے۔ دوسرا واقعہ کم مارچ ۲۰۱۲ء کو میڈیا طور پر ایغور کی جانب سے چاٹو کے ذریعے ملکہ کیا گیا، جس میں ۳۰۰

افراد ہلاک اور ۱۰۰ افراد زخمی ہوئے تھے۔ اور تیرسا خود بڑے بیانے پر جاری نظر بندی کا پروگرام ہے، جو کے ۲۰۱۴ء سے جاری ہے۔

جیسا کہ اس مضمون میں اس بات کا تجزیہ کیا گیا ہے کہ کس طرح چینی اسلامک ایسوی ایشن کے ریاستی نمائندوں نے عربی سامیں کے لیے سکیا گل کے معاملے پر تین چھتی بیانیہ تھکیل دیا ہے۔ اس بیانیہ میں چینی اسلام کی افرادیت کا دفاع، غیر

Lucille Greer, Bradley Jardine

سکیا گل ایغور خود مختاریتے میں چینی حکومت کی جانب سے بڑے پیانے پر شہر یون کی نظر بندی کا جو پروگرام جاری ہے اس پر بحث کا اہم نقطہ ”عرب حکومتوں“ کی خاموشی بھی ہے۔ قطر و احمد عرب ملک ہے جس نے پندرہ لاکھ مسلمان اقیتوں کو نہاد re-education camps کے نام پر چینی حکومت کی جانب سے نظر بند کرنے پر تقدیم کی ہے۔ دوسری جانب سعودی عرب اور محمدہ عرب امارات نے چین کے اس اقدام کی انسداد وہ شہت گردی کی پالیسی کے ایک حصے کے طور پر توہن کی ہے۔

کچھ مصیریں عرب دنیا کے اس رویے کو خلیے میں چین کے معافی اژرو سوویت سے منسوب کرتے ہیں۔ اس مضمون میں مصیریں کو اس رائے کلچنیتیں کیا جا رہا بلکہ خلیے میں چین کے معافی کروار کی موجودہ تفہیم اور ”سافت پاور“ کے ذریعے مفادات کے حصول کی تفہیم کی تکمیل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ”سافت پاور“ کی یہم اسلامی اداروں اور چینی حکومت کے دریا اڑ چلنے والے عربی زبان کے شریاتی چینیوں کے ذریعہ چلائی جاتی ہے۔ اس میم میں مرکزی کردار ”چینی اسلامک ایسوی ایشن“ ادا کرتی ہے۔

اس مضمون میں بیجنگ کی جانب سے مسلمانوں کی نگرانی

میں اضافے کے بعد سے ہونے والے تین بڑے واقعات کے بعد چینی اسلامک ایسوی ایشن کی سرگرمیوں کی چینی حکومت کے زیرگرانی چلنے والے عربی چینیل پر کوئی تحریک ہے۔

پہلا واقعہ ۲۰۰۹ء میں اروپی نساداٹ کا ہے، جس میں دوسروں کے لئے دوسروں کے لئے مارے گئے۔ دوسرا واقعہ کم مارچ ۲۰۱۲ء کو میڈیا طور پر ایغور کی جانب سے چاٹو کے ذریعے ملکہ کیا گیا، جس میں ۳۰۰

افراد ہلاک اور ۱۰۰ افراد زخمی ہوئے تھے۔ اور تیرسا خود بڑے بیانے پر جاری نظر بندی کا پروگرام ہے، جو کے ۲۰۱۴ء سے جاری ہے۔

جیسا کہ اس مضمون میں اس بات کا تجزیہ کیا گیا ہے کہ کس طرح چینی اسلامک ایسوی ایشن کے ریاستی نمائندوں نے عربی سامیں کے لیے سکیا گل کے معاملے پر تین چھتی بیانیہ تھکیل دیا ہے۔ اس بیانیہ میں چینی اسلام کی افرادیت کا دفاع، غیر

وستاویزی فلم تیار کی، جس میں چینی حکومت کے اقدامات اور ایغور مسلمانوں کو دی جانے والی سہولیات کا ذکر تھا اور اس وستاویزی فلم کی پہلی ڈیلی نے بھرپور تشریف کی۔ اس وستاویزی فلم کو خصوصی طور پر اس دن شیل ویژن پر دکھایا گیا جو کہ حضرت محمد ﷺ کا یہم پیدائش تھا۔ ۲۰۱۴ء تک تو چینی اسلامک ایسوی ایشن کی یہم بغیر کسی تقید کے جاری رہی تھیں ۲۰۱۴ء کے بعد ایک عربی اخبار میں ایک کالم شائع، جس میں جج پر جانے والے ایغور مسلمانوں نے چینی حکومت کی طرف سے گلے میں ٹریکر لگائے جانے پر احتجاج ریکارڈ کروالا تھا۔ جس کا چینی اسلامک ایسوی ایشن نے یہ کہہ کر جواب دیا کہ یہ ٹریکر خلافی اقدامات کے تحت لگائے گئے تھے۔

مسلم رہنماؤں اور اداروں کے فوڈ کے تبادلے: ایسوی ایشن مسلم رہنماؤں اور اداروں کے ساتھ باشاط طور پر تابلوں کا اہتمام بھی کرتی ہے۔ عرب دنیا سے آئے مختلف رہنماء جب چین آتے ہیں تو یہاں کے مسلمانوں سے ملاقات کے وقت چینی ایسوی ایشن کے عہد بیار خاص طور پر ساتھ ہو جو درست ہے ہیں، تاکہ وہ چین کا بہتر امتحن پیش کر سکیں۔ دوسری صورت میں یہی مسلم رہنماء جن کے سب سے بڑے فنادیوں سے تھے ہیں، تاکہ وہ چین کا بہتر امتحن پیش کر دوڑہ اسلامی تعاون تنظیم کے نمائندوں نے کیا تھا۔ ۲۰۱۵ء مسلمان لکھ اس تنظیم کے ارکان ہیں۔ فسادات کے بعد اسلامی تعاون تنظیم نے اعلیٰ سطح کا ایک وفد سفارت کار قاسم المصمری کی قیادت میں چین روانہ کیا۔ وہاں اس وفد نے یجنگ، سنیا نک اور ینگک شیا کا دورہ کیا۔ وہاں حکومتی ہائکاروں کے علاوہ چینی اسلامک ایسوی ایشن کے سربراہ Chen Guangyuan سے بھی ملاقات کی۔

چینی اسلامک ایسوی ایشن کے نائب صدر ”یا یا گ“ کیہو، نے اکتوبر ۲۰۰۹ء میں ”پہلی ڈیلی“ کو انٹرو یو ڈیتے ہوئے عرب مسلمانوں کے ساتھ ہو ڈکے تابلوں کے تیجے میں بننے والے علاقات کے بارے میں تفصیل سے آگاہ کیا۔ ان میں سعودی عرب، کویت اور مصر کے ساتھ ہو ڈکے تابلوں کا ذکر بھی کیا تھا۔ یا گ نے اپنے انٹرو یو میں بتایا کہ تنظیم کی جانب سے اب تک ۲۰۱۴ء طلب کو سعودی عرب پر منع کے لیے پہنچا جا چکا ہے۔ اور بہت سے طلبے نے سعودی عرب میں مقابلہ حسن قرأت میں بھی حصہ لیا۔ یا گ نے اپنے انٹرو یو میں Hui Merchants، Ningxia Islamic Food Expo اور عربی خطاطی کی نمائش جیسے پروگرامات منعقد

تمام نہاہب کو ”چینی طرز“ پر ڈھالنے کی مہم میں غیر معنوی تحریزی لائی گئی۔ اس مہم کا بنیادی مقصود چینی اسلام اور عرب دنیا کے اسلام میں موجود مسابقات کو کم سے کم کرنا تھا، اس کے ساتھ ساتھ مساجد کے گندوں کو چینی طرز تغیر سے تبدیل کر دیا گیا۔ مذہب ہب کو چینی طرز پر ڈھالنے کے عمل میں اور بھی بہت سی چینیں شامل تھیں، جیسا کہ مساجد کی داخلی گزرگاہوں پر چین کے چین تھے لگانا، مذہبی رسموم پر پہنڈیاں، تدقین کے مذہبی طریقہ پر پاندی، کاروبار میں اسلامی شناخت ظاہر کرنے والے عوامل کی روک تھام شامل ہیں۔

عرب عوام کے لیے بیانیے کی تکمیل میں چین نے محتاط رویہ اختیار کرتے ہوئے اپنی ہمکو چھپا کر جاری رکھا، اس کے ساتھ ساتھ ایغور کے مسلمانوں پر ظلم و تمم کو بھی مظفر عالم پر آجائے سے بچنے کے لیے ہر ممکن کوشش کی گئی۔ ایغور کے مسلمانوں کی شناخت کو تبدیل کرنے کے عمل سے انہیں خطے کے بقیہ مسلمانوں سے الگ کر دیا گیا تاکہ عرب دنیا کے لوگ ایغور کے مسلمانوں کو مظلوم نہ سمجھیں۔ اسی طرح چینی حکومت نے غیر ملکی غیر سرکاری تنظیموں کو محروم کرنے کے لیے لازم کر دیا کہ وہ حکومتی ریگولیزیشن اتحاری سے اپنے آپ کو جائز کروائیں۔

۵ جولائی ۲۰۰۹ء میں اروپی میں ہونے والے فسادات کے بعد حکومت کی حکمت عملی کھل کر سامنے آئی۔ ۸ جولائی کو چین کے بڑے اخبار ”پہلی ڈیلی“ نے چینی اسلامک ایسوی ایشن کے صدر Chen Guangyuan نے اعلان کیا۔ المعرفہ بلال دین کا انٹرو یو چھپا، جس میں انہوں نے حملہ کرنے والوں کو فسادی قرار دیا اور اس عمل کو اسلام کی روح کے خلاف قرار دیا اور کہا کہ یہ عمل قابل معافی نہیں۔ اس کے ساتھ انہوں نے ان فسادات میں غیر ملکیوں کے ملوث ہونے کا بھی ذکر کیا۔ ۷۔۷ جولائی کو اسی اخبار نے تنظیم کے نائب صدر کا انٹرو یو شائع کیا، جس میں انہوں نے مساجد بننے کرنے کے حقوقی اقدام کو اسلامی قوانین (بنگ اور وہ بائی امر ارض کا حوالہ دیا گیا) کے مطابق قرار دیا۔ پانچ دن بعد ہی تنظیم کے ایک اور عہد بیار کا انٹرو یو شائع کیا گیا، جس میں انہوں نے حکومت کے مذہبی زندگی کے حوالے سے ۲۰۰۶ء کے قوانین کی مکمل حمایت کا اعلان کیا۔

۲۰۰۹ء میں اخبار ”پہلی ڈیلی“ نے اپنے طریقہ کار سے بہت کرایک کالم کا عربی ترجمہ شائع کیا، جو دراصل ایک پروپیگنڈا کالم تھا، جس میں بتایا گیا تھا کہ کس طرح چینی اسلامک ایسوی ایشن نفرت اگیز مواد کا خاتمه کرنے کے

کروانے پر چینی حکومت کی تعریف کی۔ یا گل کا کہنا تھا کہ یہ
سرگرمیاں و طرف تعلقات میں بہتری کا باعث نہیں ہیں۔
کونیگ چملوں کے بعد ”سائنٹ پاؤز“ کی اس حکمت علیٰ

میں ہر یہ تو سچ دی گئی۔ چملوں کے دو ماہ بعد چینی اسلامی
ایسوی ایشن نے رومی میں ایک مذہبی کافرنز کا انعقاد کیا،
جس میں میان الاقوامی عہد یاروں سمیت عالمی اسلامی
رہنماؤں نے بھی شرکت کی۔ اس کافرنز میں تنظیم کے صدر
اور نائب صدر نے بھی قرار یکیں۔ اس کے پچھے ہر سے بعد شاہ
سلمان (جو اس وقت ولی عہد تھے) نے چین کا دورہ کیا۔ اس
دورے میں اس تنظیم کے لوگ شاہ سلمان کے ساتھ ساتھ
رہے۔ علاوہ ازیں ولی عہد نے تمیں لاکھڑا رجنیں میں مساجد
اور شاخی مرکز کی تعمیر کے لیے عطا یہی کیے۔

۲۰۰۹ء میں "Al-Ahram" اخبار نے ایک مضمون شائع
کیا، جس میں چینی تنظیم اور جامعہ الازہر کے درمیان ”تبادل
پروگرام“ کی تعریف کی گئی تھی۔ جامعہ الازہر مسلم دنیا کے معتبر
ترین اداروں میں سے ایک ہے۔ اس کالم میں چینی تنظیم کے
سربراہ کے انتہا پندتی اور عسکریت پندتی کی مخالفت میں
دیے جانے والے بیانات کی بھی تعریف کی گئی تھی۔ ۲۰۱۹ء
میں چینی تنظیم کے سربراہ نے بیت اللہ کے امام شیخ
عبد الرحمن السدیلی سے بھی ملاقات کی اور جو کے معاملات پر
تبادل خیال کیا۔

۲۰۱۸ء میں پاکستان میں ہی پیک منصوبے میں ست روپی بھی ہے۔
اس معابدے کے تحت چین ایران میں انقر اسٹرپ کر
منصوبوں میں سرمایہ کاری کرے گا اور ۲۵ سال تک ایران کا تیل
خریدے گا۔ ایران میں چین کی دیپچی کی گئی وجہات ہیں لیکن
ایک وجہ پاکستان میں ہی پیک منصوبے میں ست روپی بھی ہے۔
چینی اور بھارت کی خبر سے یہ واضح ہو گیا کہ اب تک چاہ
بہار بند رگاہ سے بھارت کمکل باہر نہیں ہوا۔ بھارت نے ۲۰۱۷ء
میں چاہ بہار پر کام شروع کیا اور بند رگاہ کی تعمیر کے لیے ۸ کروڑ
۵۰ لاکھ روپے اور سے زیادہ کی سرمایہ کاری کی۔ ۲۰۱۸ء میں
بھارت نے چاہ بہار بند رگاہ کا انتظام سنبلالا۔ اثربا پور پر
کام لیڈنڈ کو ۱۸ ماہ کی لیز میں جو بعد میں ۱۰ ماہ کردی گئی۔
ریل منصوبے سے باہر کیے جانے کے بعد اب تک بند رگاہ کے
کنٹرول میں تبدیلی یا اس لیز سے متعلق کوئی نتیجہ نہیں آئی۔
چاہ بہار بند رگاہ بھارت کے لیے انتہائی اہمیت رکھتی ہے،
پاکستان کے ساتھ تعلقات کی خرابی کی وجہ سے بھارت کو
افغانستان اور وسطی ایشیا تک راستی میں مشکلات کا سامنا رہا
ہے۔ وسطی ایشیا کے ساتھ بھارت بھارت کے لیے اہم ہے اور
چاہ بہار بند رگاہ کے کنٹرول کے ساتھ بھارت کو افغانستان تک
بڑا راستہ راستی میں رہی ہے۔ چاہ بہار بند رگاہ کو افغانستان
سے منسلک کرنے کے لیے کئی روڑ اور ریل منصوبے ہیں، جن
میں زرخن دیارم روڈ جسے روٹ ۲۰۲ کا نام بھی دیا گیا ہے وہ
بھارت نے بنوائی۔ یہ ریڑ قندھار ہرات شاہراہ سے جاتی
ہے اور وسطی ایشیا تک راستی کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

خیج عنان میں ہونے کی وجہ سے چاہ بہار کی تزویراتی
اہمیت بھی ہے۔ یہ بند رگاہ آبنا کے ہر مرکے دہانے پر ہے اور
کمپنیوں کا پہلا حق تسلیم کیا گیا ہے، اب اگر چین کی کمپنیاں کسی

چاہ بہار ریلوے منصوبے سے بھارت کا انخلاء

آصف شاہد

چین نے بھارت کو چاہ بہار زاہدان ریل منصوبے سے
نکال باہر کیا ہے۔

چین بھارت سرحدی تصادم کے بعد تہران پیچگے
ترویجی معابدے کی روشنی میں اس خبر کو نمایاں اہمیت ملی
ہے۔ اس خبر سے فوری طور پر ایک تائز لیا گیا کہ بھارت چاہ
بہار بند رگاہ منصوبے سے باہر ہو گیا ہے۔

اب تک کی صورتحال میں یہ تائز درست نہیں کیونکہ ”زدی
ہندو“ میں ریل منصوبے سے باہر کیے جانے کی خبر شائع
ہونے کے دوسرے دن ایران کی خبر بھی ہر نے خودی کہ
ایران کے راستے افغانستان کی تیسری ٹرانزٹ کسائیٹ چاہ
بہار بند رگاہ سے بھارت کی مندرہ اور جواہر لال نہر پر پوش
کے لیے روانہ کردی گئی ہے۔

مہر نیوز ایجنسی کی خبر سے یہ واضح ہو گیا کہ اب تک چاہ
بہار بند رگاہ سے بھارت کمکل باہر نہیں ہوا۔ بھارت نے ۲۰۱۷ء
میں چاہ بہار پر کام شروع کیا اور بند رگاہ کی تعمیر کے لیے ۸ کروڑ
۵۰ لاکھ روپے اور سرمایہ کاری کی۔ ۲۰۱۸ء میں

بھارت نے چاہ بہار بند رگاہ کا انتظام سنبلالا۔ اثربا پور پر
کام لیڈنڈ کو ۱۸ ماہ کی لیز میں جو بعد میں ۱۰ ماہ کردی گئی۔
ریل منصوبے سے باہر کیے جانے کے بعد اب تک بند رگاہ کے
کنٹرول میں تبدیلی یا اس لیز سے متعلق کوئی نتیجہ نہیں آئی۔

چاہ بہار بند رگاہ بھارت کے لیے انتہائی اہمیت رکھتی ہے،
پاکستان کے ساتھ تعلقات کی خرابی کی وجہ سے بھارت کو
افغانستان اور وسطی ایشیا تک راستی میں مشکلات کا سامنا رہا
ہے۔ وسطی ایشیا کے ساتھ بھارت بھارت کے لیے اہم ہے اور
چاہ بہار بند رگاہ کے کنٹرول کے ساتھ بھارت کو افغانستان تک

بڑا راستہ راستی میں رہی ہے۔ چاہ بہار بند رگاہ کو افغانستان
سے منسلک کرنے کے لیے کئی روڑ اور ریل منصوبے ہیں، جن
میں زرخن دیارم روڈ جسے روٹ ۲۰۲ کا نام بھی دیا گیا ہے وہ
بھارت نے بنوائی۔ یہ ریڑ قندھار ہرات شاہراہ سے جاتی
ہے اور وسطی ایشیا تک راستی کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

چین سے صرف ۱۰۰ امیل کی دوڑی پر ہے۔ آبنا کے ہر مرکزیل
کی سب سے بڑی گز رگاہ ہے، لیکن ایران سعودی عرب
کشیدگی کے دروازے بھارت نے چاہ بہار کے کنٹرول کی نیاد
پر آبنا کے ہر مرکزی برجی گشت پر ہادیا تھا۔

چاہ بہار زاہدان ریل منصوبے سے بھارت کو نکال باہر
کیے جانے کا محرك تہران پیچگے اسٹرپچک معابدہ تایا جاتا
ہے۔ اس اقتضاوی اور سیکورٹی معابدے کا جم ۲۰۰۰ء مارب ڈالر
تایا جا رہا ہے لیکن اس کی تفصیل ”ٹینیارک تائکفر“ سے لی گئی
ہے، جس کا دعویٰ ہے کہ اس کے پاس معابدے کا سودہ موجود
ہے۔ ایران کی پاریمان میں ابھی تک یہ معابدے پیش نہیں کیا
گیا اور چین نے تو اس معابدے پر بھیت کر کے ہیں۔

اس معابدے کے تحت چین ایران میں انقر اسٹرپ کر
منصوبوں میں سرمایہ کاری کرے گا اور ۲۵ سال تک ایران کا تیل
خریدے گا۔ ایران میں چین کی دیپچی کی گئی وجہات ہیں لیکن
ایک وجہ پاکستان میں ہی پیک منصوبے میں ست روپی بھی ہے۔
۲۰۱۸ء میں پاکستان میں حکومت کی تبدیلی کے بعد سی
پیک کوئی دھپکے لگے۔ حکومتی عہد یاروں نے چینی حکومت کی
مخالفت میں سوچے کچھے بھیر بیانات داغے اور سی پیک
منصوبوں پر دوبارہ مذاکرات کے اعلانات کیے۔ چین بھی
اس صورتحال سے پر بیان ہوا اور سی پیک سے متعلق منصوبوں
پر کام قطع کا شکار ہو گیا۔

چین نے خطے میں اپنی موجودگی اور اثر برقرار رکھنے کے
لیے نئے راستوں کی تلاش شروع کی اور پچھلے سال اگست کے
آخر میں ایران کے وزیر خارجہ جواد ظریف کے دورے پیچگے
کے موقع پر چین نے ایران کو ۲۰۰۰ء مارب ڈالر سرمایہ کاری کی
پیشکش کی۔ اب جو معابدہ تایا جا رہا ہے یہ جواد ظریف کے
اسی دورے کا شرخ تھا۔

چین نے ایران کے تیل اور گیس کے شعبوں میں
۲۰۰۰ء مارب ڈالر اور ٹرانسپورٹ انقر اسٹرپ کر میں اس
ڈالر سرمایہ کاری کی پیشکش کی تھی۔ چین نے امریکا کی بھی
پاہنڈ پوں کے باوجود ایرانی تیل کی درآمد جاری رکھنے کا بھی
 وعدہ کیا جبکہ بھارت ایرانی تیل کی خریداری سے ہٹ رہا تھا۔
اہم بات یہ کہ ایران میں چین کے منصوبوں میں چین کی
کمپنیوں کا پہلا حق تسلیم کیا گیا ہے، اب اگر چین کی کمپنیاں کسی

پا چکی ہے۔ ۲۰۱۸ء میں ہی بھارت نے اٹھوئیشیا کے ساتھ معابدہ کیا، جس کے تحت بھارت کو آبائی ملکا کے داخلی راستے پر واقع سماں گپ پورٹ تک رسائی ملی۔ یاد رہے کہ آبائی ملکا چین کے درمیانی قبیل کا سب سے بڑا استہان ہے۔

۲۰۱۸ء میں ہی بھارت نے عمان کے ساتھ معابدہ کر کے الدق پورٹ تک رسائی حاصل کی۔ الدق پورٹ چین کے جوتوی میں بھری اڈے اور گواو پورٹ کے وسطی حصے میں ہے۔ مغلولیا، جاپان اور وینیتم کے ساتھ بھی بھارت کے بھری تعاون کے معابدے موجود ہیں۔ لیکن ان سب کوششوں کے بعد یہ بات یقینی ہے کہ بھارت چین کا ایک گھیراؤ کرنے کی پوزیشن میں نہیں، اس لیے وہ افریقی سیکورٹی ڈائلگ کا بھی حصہ ہے، جس میں بھارت کے علاوہ امریکا، جاپان اور آسٹریلیا شامل ہیں۔

بھارت ایک عرصے سے اس کوشش میں ہے کہ اس فرقی غیر رسمی فورم کو باقاعدہ فورم کی شکل دے دی جائے۔ اس فرقی فورم کے رکن آسٹریلیا نے چین کے ساتھ کو وہنا وارس کے مسئلے پر تعاقدات بگاڑ لیے ہیں اور اس ماہ کے آغاز میں آسٹریلیوی وزیر اعظم نے ملک کے دفعتی بحث میں ۱۰ سال کے دوران ۲۰۱۸ء فیضد اضافے کا اعلان کرتے ہوئے اسے ۲۰۲۰ء رابر ڈارٹک لے جانے کا فیصلہ سنایا۔ اس اضافے کی وجہ بیان کرتے ہوئے آسٹریلیا نے اٹھوئیک ہیں درپیش خطرات کا حوالہ دیتے ہوئے چین بھارت سرحدی تصادم کا بھی حوالہ دیا۔ آسٹریلیوی وزیر اعظم نے دور مار میزائل حاصل کرنے کا بھی اعلان کیا تاکہ مستقبل کے تازعات کا مقابلہ کیا جاسکے۔ آسٹریلیوی وزیر اعظم نے کہا کہ امریکا چین کی شدید بھی تیزی سے بڑھی ہے۔ کورونا وارس کی وبا نے اس صورتحال کو زمین پر بگاڑا ہے اور عالمی سیکورٹی آرڈر کو انہائی غیر مخلص مقام پر لاکھرا کیا ہے۔

خطے میں فوجی ماڈرنائزیشن بھی غیر معمولی شرح سے بڑھی ہے۔ دیوار برلن کے گرنے اور عالمی معاشی بحران کی وجہ سے آسٹریلیا کو جو سیکورٹی ماحول میسر تھا وہ اب ختم ہو چکا ہے۔ آسٹریلیوی فوجی بجٹ میں امریکی بحری سے طویل فاصلے تک مار کرنے والے بندی شپ میزائلوں کی تحریر باری شامل ہے، اس کے علاوہ آسٹریلیا ہائی سوک و پین سٹم بنانے کا ارادہ رکھتا ہے، جو ہزاروں کلڈ میزائل مارکی صلاحیت کا حامل ہو گا اس کے ساتھ ساتھ سائبر و افسوس کے لیے ۱۵ رابر ڈارٹک کے ساتھ سائبر افسوس کی صدر دوبلہ ڈرم پ نوبیر کے اختلافات سے پہلے

تصادم کے بعد بھارت نے جزاں اٹھیاں گکوبار میں اضافی فورس تعینات کرنے کے ساتھ وہاں عسکری افسروں پر کچھ کو بہتر بنانے اور تو سچی کا عمل تیز کر دیا ہے۔ آبائی ملکا میں کوئی ہنگامی صورتحال درپیش ہونے پر چین گواہ بندرگاہ اور سی پیک کو استعمال میں لا کر اپنی سپاٹائی لائن بھلی رکھ لکتا ہے۔

بھارتی میڈیا یا ٹاؤن دینے کی کوشش کر رہا ہے کہ ایران کے ساتھ اسٹریٹجی شراکت داری خلیجی ملکوں میں چین کے تعاقدات پر اثر انداز ہو گی، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسا نہیں ہو گا کیونکہ چین کے سعودی عرب اور تحدہ عرب امارات کے ساتھ پہلے ہی معابدے موجود ہیں اور اسٹریٹجی تعاون کے پیغمیز طے کرنے کے لیے اعلیٰ سطح کی کمیٹیوں کے مذاکرات ہوتے رہتے ہیں۔ چین کے ساتھ تزویری ایتی شراکت داری کے پیغمیز طے کرنے کے لیے بھائی گئی کمیٹی کے شریک چین میں سعودی ولی عہد محمد بن سلمان ہیں۔

ایران اور چین کو ایک بڑا تھاں ہے اور اگر افغانستان میں اس نہیں ہوتا ہے بھی وسطی ایشیا تک براہ راست رسائی ممکن رہے گی۔ چین کی سرمایہ کاری سے ایران کی حیثیت کو سہارا ملے گا، جبکہ ایران کی بندرعباس اور چاہ بہار کے ریل اور روڈ رابطے پر ڈھیں گے۔ ازبکستان اور قازقستان کے ذریعے ریل رابطے چین اور افغانستان کو ملاتے ہیں اور ستمبر میں ۲۰۲۰ء کا رگ کنٹینر از افغانستان سے چین بھجوائے گئے۔ چین ایران کے ساتھ مال برداری کے لیے ان ریل رابطوں کو بھی استعمال میں لاسکتا ہے۔

تحریک انصاف کی حکومت نے سی پیک منصوبے کو تقریباً پیٹ دیا تھا، لیکن پچھلے سال ۵ ہر اگست کو مقبوضہ کشمیر کی نئی حیثیت کی تبدیلی کے بعد پاکستان کو ایک بارہ بھر چین کی طرف دیکھنا پڑا۔ چین کو فوری تاکل کرنا آسان نہیں، اسی لیے سی پیک اتحاری بھائی گئی اور گواہ میں کام کرنے والی چین کی کمپنیوں کو ۲۰۲۳ سال کی تکمیل چھوٹ کا اعلان کرتے ہوئے سی پیک پر کام تیز کرنے کے اشارے دیے گئے۔

سی پیک اتحاری کے قیام اور بعد ازاں اسے خود مختاری دینے کے لیے اس قدر تیزی سے کام کیا گیا کہ پاریمان سے منتظری کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ ابھی تک سی پیک پر کام دوبارہ اس تیزی سے ہوتا نظر نہیں آ رہا، جس تیزی سے پچھلی حکومت میں ہو رہا تھا۔ سی پیک پر یہ سرت روی پاکستان کو اقتصادی اور سفارتی حوالوں سے متعلق بھی پر مکنی ہے اور ایران خطے میں چین کے شراکت داری کی حیثیت سے پاکستان کی جگہ لے سکتا ہے۔ ایران چین اقتصادی رہنمایی کے باوجود پاکستان کی اہمیت کم نہیں ہوتی کیونکہ چین کی لاکف لائن آبائی ملکا کو ہے۔ اگر بھارت اور امریکا مل کر کسی موقع پر آبائی ملکا کو چین کے لیے بند کر دیں تو اسے سی پیک اور گواہ کی ضرورت پڑے گی۔ آبائی ملکا کے بالکل قریب بھارت کے جزاں اغذیہ ملک گوبار میں فوجی اڈے موجود ہیں اور لدھاخ میں حالیہ

منصوبے سے خود پیچھے ہٹ جائیں تو اس کے بعد منصوبے کی کلی بولی ہو سکتی ہے۔ میزینہ طور پر چین نے منصوبوں کی بیکاری کے لیے ۵ ہزار فوجیوں کی تعینات کی بات بھی معلوم ہے۔ چین کو سی پیک اور گواہ بندرگاہ سے جوف اکمل سکتے تھے ایران کا مکمل و میانی ملک وقوع اسے تمام تو فوائد ممکن کرتا ہے بلکہ اضافی فائدہ آبائی ہے ہر مرتبہ کتابخانے ایشان اور وسطی ایشیا تک رسائی پاکستان کی طرح ایران سے بھی ممکن ہے۔

۵۰ کروڑ اور اور ۲۲۸ کامویٹر جاہ بہار زاہدان زرخ ریلوے لائن پر پڑیں ہارب ڈالر سے زائد سرمایہ کاری کا بھی وعدہ کیا۔

چاہ بہار پونکہ گوار سے ۹۰ کامویٹر کے فاصلے پر ہے۔ لہذا

یہاں بھارت کے پیدا جنم کا مطلب چین اور بھارت کا ایک اور محاڈہ پر آئے سامنے ہوتا تھا۔ اگرچہ ایران نے بھارت کو جاہ بہار کا آپریشنل سنٹر بھی دے دیا۔ مگر کتنا خدا کا یوں ہوا کہ جب بھارتی کمپنیوں نے چاہ بہار کی گودیوں کی تعمیر کے لیے بھارتی شیفری کے مینڈر جاری کیے تک صدر ٹرمپ ایرانی بھارتی سمجھوتے سے علیحدگی کا اعلان کر کے دوبارہ اقتصادی پابندیاں نافذ کرنے کا غندیدی دے پکھے تھے۔ چنانچہ تین بار مینڈر جاری ہونے کے باوجود حوالے ایک چینی کمپنی کے کوئی مین لاوائی کمپنی بولی میں شامل نہیں ہوئی۔ ہر کمپنی اور بینک مکمل امریکی غرض و غصب کے پیش نظر اس منصوبے کا حصہ بننے سے بچکا رہا تھا۔ حالانکہ ٹرمپ انتظامیہ نے چاہ بہار اور ریلوے لائن منصوبے کو امریکی پابندیوں سے مستثنی قرار دینے کا بھی وعدہ کیا تھا۔ مگر سب کو معلوم تھا کہ ٹرمپ تو ٹرمپ ہے۔ بھارت ایرانی تیل کا تیسری بار اخیر پر اتھا۔ مگر جب ایران اور امریکا کے مابین انتخاب کی گھڑی آئی تو بھارت نے امریکی پابندیوں کا ساتھ دیتے ہوئے ایران سے تیل کی خریداری لگزدہ برس کمل طور پر بند کر دی۔

اس پس مظہر میں بچھلے یعنی ایرانی وزیر مواصلات محمد اسلامی نے اعلان کیا کہ انہوں نے ریلوے لائن کی تعمیر کا افتتاح کر دیا ہے اور اب ایران خود اپنے قومی قنٹہ سے اس منصوبے پر چالیں گے اور کروڑ ارکی سرمایہ کاری کرے گا۔

چین اور ایران کا تزویری اتنی معاہدہ اور پھر ایرانی منصوبوں سے بھارت کی علیحدگی اور چین بھارت صدری تعلقات میں انتہائی درجے کی کشیدگی اور بھارت کے دوست امریکا اور چین کے مابین کھلکھلی تجارتی جگ۔ یعنی عالمی جنگ افغانستانی گھنٹہ کا نقشہ تیزی سے بدبل رہا ہے۔ افغانستان سے امریکا کو ملنے کی جلدی ہے۔ طالبان کو روں اور ایران کی مدد اور چینی خبر سکالی اور پاکستانی جنگ افغانی کی قربت حاصل ہے۔ چین ایران اسٹریٹجی سمجھوتے کا مطلب پاک ایران سرحد تعلقات میں بھی ”پیدا جنمی“ ہونے کے نتے مانگنے پہنچتی ہے۔

اب ذرا تصور کیجیے۔ نئی بساط پر چین، روں، ترکی، ایران، پاکستان ایک طرف اور امریکا و بھارت دوسری طرف۔ اور نیپال، بھوٹان، ہریانہ، لکھا، بگدادیش، مالدیپ اور برماغیر جانبدار تھائی۔

(حوالہ: روزنامہ ”اکپریس“، کراچی۔ ۱۸ اگسٹ ۲۰۲۰ء)

الیشیائی بساط۔ چین ایران سا نجھے داری

و سعیت اللہ خان

جو ہری وسائل کو چین کی فراہم کردہ چھتری تسلیم کوئی سے ترقی دے سکے گا اور یمن، عراق، شام، لمان وغیرہ میں اپنے علاقائی مفادات کا ایک مخصوص حد تک تحفظ کر سکے گا۔

امریکا کے برکس چین ایسی پر پاور ہے جس کے سودی

عرب، اسرائیل اور ایران سے قریبی اقتصادی تعلقات ہیں۔

لہذا اگلی بار اگر مشرق و سطی کی ان تینوں طاقتوں کے مابین کوئی

متاثر چھیلے کا امکان بڑھتا ہے تو چین علاقائی ٹائشی و سودے

بازی کے ضمن میں امریکی اڑو روس کے لگ بھگ ہم پلہ

ہو گا۔ اس کا ایک فائدہ یہ ہو گا کہ ایران کو شرق و سطی میں اپنی

پالیساں چینی مفادات کے پیش نظر وضع کرنا پڑیں گی۔ چنانچہ

علاقوائی پالیسی میں شدت پسندی کا عنصر نہیں کم ہو جائے گا۔

یہ وہ تحریر ہے، جو سال بھر پہلے ”پڑو لیم اکانومس“ کی ایک رپورٹ کا

حوالہ دیا گیا کہ چین ایران میں تیل و گیس، ٹرانسپورٹ،

موالیات اور تیراتی شعبوں میں لگ بھگ چار سو سو ملین

ڈالر کی سرمایہ کاری کرے گا۔ اس سرمایہ کاری کے بد لے ایران

اگلی چوتھائی صدی تک جتنے بھی بڑے مینڈر جاری کرے گا، ان

میں اولین ترجیح چینی کمپنیوں کو دی جائے گی۔

۲ جولائی کو ایرانی وزیر خارجہ جواد ظریف نے اشارہ دیا کہ چین کے ساتھ ایک ۲۵ سالہ سا نجھے دار سمجھوتے کو آخری

ٹکل دی گئی ہے۔ چین اتفاق سے اس معاملے کی حقیقت

کے ۱۸ صفات بھی فوراً میدیا کے ہتھے چڑھ گے۔ اگر یہ

صفات اصلی ہیں تو پھر یہ وہی سمجھوتہ ہے جس کی بازاڑت سال

بھر سے سنائی دے رہی ہے۔

گزشتہ رس ۳ متمبر کو ”وان“ میں پاکستانی سفارت کا مریم

اکرم کا مضمون شائع ہوا جس میں تو انکی کے شجے سے متعلق

معتبر ماہانہ جریدے ”پڑو لیم اکانومس“ کی ایک رپورٹ کا

حوالہ دیا گیا کہ چین ایران میں تیل و گیس، ٹرانسپورٹ،

موالیات اور تیراتی شعبوں میں لگ بھگ چار سو سو ملین

ڈالر کی سرمایہ کاری کرے گا۔ اس سرمایہ کاری کے بد لے ایران

میں اولین ترجیح چینی کمپنیوں کو دی جائے گی۔

ایران چین کو اس مدت میں کم از کم ۱۴۰ فیصد رعایت پر تیل

اور گیس فروخت کرے گا اور اس فروخت میں بھی چین کی ضروریات کو دیگر گاہوں کی ضروریات پر اولیت حاصل ہو گی۔

رپورٹ کے مطابق ایران اگرچہ روزانہ ۴۵ ملین یہرل

تیل کی پیداواری صلاحیت رکھتا ہے جو موجودہ امریکی

پابندیوں کے سبب محض دولکھ یہرل روزانہ تک محدود ہے۔

چین کی تو انکی ضروریات اتنی ہیں کہ وہ جا ہے تو روس اور ایران ہی اس کی تمام ضروریات پوری کرنے کے قابل ہیں۔

روس اور ایران کا ایک مستقل اور مضبوط گاہک مل جائے گا اور چین کو دو مستقل قابل اعتماد سپاڑل جائیں گے۔ ایرانی

بندگاہیں چین کے روڈ اینڈ ریل منصوبے کا حصہ بن جائیں گی۔ ہائی اسپیڈر یہل انکے چین کو سلطی ایشیا، ایران اور ترکی کے

راستے یورپ سے جوڑے گا۔ چین ترکمانستان میں پاپ لائن

کی اگر ایران تک تو سچ ہو گئی تو آبائے ہر ہڑ سے بھر جو نبی

چین تک کے سندھری راستے میں درپیش مکانہ خطرات سے کم ازکم چین تک ونچنے والی تو انکی کی رسید محفوظ ہو جائے گی۔

یوں ایک تباول ٹھی و رسیدی زینی گز رگاہ کے ہوتے

چین بھر جو نبی چین سے بھرہ عرب تک خود کو گھر نے والے

امریکی دباو کا ثابت تدمی سے مقابلہ کر پائے گا۔ ایران اپنے